یا اللہ مدد | حیات النبی زندہ باد | شان رسالت زندہ باد | اصل کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شان صحابہ زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہ زندہ باد | حق چار یار

اکابرین دیوبند بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان
مظہر شریعت و طریقت قائد اہلسنت وکیل صحابہ
حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی

بیاد
محدث عرب و عجم آبروئے دیوبند امام اہل السنۃ والجماعۃ
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ
تلمیذ رشید حسین احمد مدنی — خلیفہ مجاز امام الموحدین حضرۃ مولانا حسین علی، رئیس المفسرین

مفسر قرآن ولی کامل حضرۃ مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرۃ مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہ حضرۃ مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرۃ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلک احناف شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہ حضرۃ مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام مفتی العصر حضرۃ مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہ حضرۃ مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ — حکیم العصر شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست
پیر طریقت شیخ الحدیث
حضرۃ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ

نگران
وکیل احناف مناظر اسلام
حضرۃ مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا جمیل الرحمٰن عباسی
0301-7790908

مدیر مسئول
مولانا احسن خدامی
0320 4902150

مدیر
حمزہ احسانی
0307-5687800

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82، محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

پیام صفدر

عیدالفطر

عید مختلف ادوار سے گذری:

یہ عید کئی دوروں سے گذری ہے۔ایک عید وہ تھی، اصلی عید، جو ہر معنی سے عید تھی، وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی، آپ کی موجودگی سے بڑھ کر عید کا کوئی تحفہ نہیں، اس وقت صحابہ کرامؓ زبان حال سے کہتے ہوں گے کہ ؎

انبساطِ عید دیدن روئے تو　　عید گاہ ماغریبان کوئے تو

پھر حقیقی عید وہ تھی جب صبح وشام فتوحات کی خبریں آتی تھیں اور اسلام کے قلم رو میں برابر اضافہ ہور ہا تھا اور ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ برأت کا مصداق۔کوئی دِن خالی نہ جاتا تھا کہ مسلمانوں کا ستارہ اقبال کسی نئے افق سے طلوع نہ ہو۔اس وقت کی عید کیا تھی؟ ع　عیدِ آزاداں،شکوہِ ملک ودِیں

وہ بھی عید تھی اور حقیقی عید تھی، عید کی نماز پڑھنے کے لیے جب مسلمان جاتے تھے تو ایک رمضان کے ۲۹یا ۳۰/روزوں ہی کا شکریہ نہیں ادا کرتے تھے، بلکہ ان کا دِل اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ترانہ شکر سے لبریز ہوتا تھا، ان کے ہر بن مو سے الحمد کی صدا آتی تھی، اور جس وقت وہ الحمدللہ کہتے تھے یا عید کا ترانہ اور عید کی تکبیرات پڑھتے تھے یا عید کی حمد وتحلیل بیان کرتے تھے تو اس وقت ان کا دائرہ صرف رمضان تک ہی محدود نہیں ہوتا تھا، بلکہ پوری زندگی کو حاوی تھا۔زندگی کے ہر شعبے میں ان کو نئی نئی کامیابیاں نظر آتی تھیں، دِل مسرتوں سے لبریز، دِماغ اعتماد اور بلندی کے احساس سے مخمور، مخمور نہیں تو معمور۔کم سے کم سینہ ان تمام تمناؤں سے، حوصلہ مندیوں سے، مسرتوں سے، احساسات سے معمور تھا، جو چاروں طرف سے انہیں گھیرے ہوئے تھے۔وہ حقیقی عید تھی۔اس کے بعد صدیوں تک عید اسی طرح رہی، اسلام کا قافلہ برابر آگے بڑھ رہا تھا، پہاڑوں کو بھی، ملکوں کو بھی، میدانوں کو بھی، وادیوں کو بھی اور مرغزاروں کو بھی اور بڑے بڑے متمدن ملکوں کو بھی۔اور اسلام برابر اقدام کی حالت میں تھا، پیش قدمی کی حالت میں تھا، اس وقت بھی یہی حالت تھی

ع　عیدِ آزاداں، شکوہِ ملک ودِیں　وہ بغداد کی عید ہو یا دمشق کی عید ہو یا لاہور ودہلی کی عید ہو، اس وقت کی عید ان مسرتوں سے بھی ہوتی تھی۔اور وہ عید کی نقل نہیں تھی، بلکہ وہ حقیقی عید تھی۔اس کے بعد رفتہ رفتہ وہ عید آئی جس کو کہہ سکتے ہیں　ع　عیدِ محکوماں، ہجوم مومنین　یعنی اب عید کا حاصل یہ رہ گیا ہے کہ مسلمان جتنی تعداد میں عام طور پر جمع نہیں ہوتے، اتنی تعداد میں جمع ہو جائیں تو سمجھئے کہ وہ مسلمان

کی عید ہے۔ اور زیادہ غلام زیادہ مظلوم، بڑی تعداد میں غلام اور مظلوم اور دکھے دِل والے، چوٹ کھائے ہوئے دماغ والے، بے تاب و بے چین روح والے اور صدموں کو اٹھانے والے، ذلتوں کو سہنے والے، اور لوگوں کے طعنے سننے والے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں۔ یعنی وہ اگر جمعہ کی نماز میں ہیں تو اس سے کم تعداد میں جمع ہوں گے۔ اور پانچ وقت کی نماز ہے تو اس سے بھی کم تعداد میں جمع ہوں گے۔ یہ دکھے دِل والے جہاں زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے، اس کو عید کہہ لیجیے! اور جس جگہ پر جمع ہو جائیں اس کو عید گاہ کہہ لیجیے! یہ مظلوم اور یہ ذلت برداشت کرنے والے زیادہ، بہتر لباس میں اور زیادہ دھوم دھام کے ساتھ آئیں تو اس کو عید کا دن سمجھ لیجیے۔ تو آج ہماری عید وہی ہے، عید کی حقیقی خوشی ناپید ہے۔ [خطباتِ علی میاں: ۲۲۷/۷]

عید کی سچی خوشی:

آج صبح نمازِ عید کے بعد سے لوگ ملنے آ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم عید ملنے آئے ہیں، میں نے کہا کہ: عید تو کھانے کی ہوتی ہے یا پہننے کی۔ یہ ملنا وِلنا کیا ہے؟ عید میں خوشی کی تو دو ہی باتیں ہیں: اچھا کھاؤ اور اچھا پہنو اور عید کی نماز پڑھو! یہ عید ملنا تو کوئی چیز نہیں۔......ایک پرانا شعر یاد آ گیا ؎

عید کی سچی خوشی تو دوستوں کی دید ہے جو وطن سے دُور ہیں، کیا خاک اُن کی عید ہے

ہو سکتا ہے کوئی اس شعر کا مطلب نہ سمجھا ہو، اِس لیے اس کی وضاحت بھی کر دوں۔ مسلمان کا سب سے بڑا دوست کون ہے؟ ظاہر ہے مسلمان کا سب سے بڑا دوست ہے اللہ تعالیٰ۔ وہ محبوب حقیقی۔ سب سے زیادہ محبت کرنے والا تو وہی ہے۔ پھر محبت کرنے والا بھی کیسا؟ ''یحبهم و یحبو نه'' بندوں کی محبت سے پہلے اپنی محبت کا ذکر فرماتے ہیں کہ: ہم ایسے بندے پیدا کریں گے کہ ہم اُن سے محبت کریں گے اور وہ ہم سے محبت کریں گے۔ اپنی محبت کا ذکر پہلے فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جن بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، درحقیقت یہ اُنھی (اللہ تعالیٰ) کی محبت کا اثر ہے۔ وہ محبت فرماتے ہیں تو اُس کے اثر سے بندے کے دل میں بھی اُن سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اصل سرچشمہ محبت تو وہی ہیں۔

[خطبات الرشید، از: حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ: ۳۲۲/۶]

حقیقتِ عید:

اِن دونوں حدیثوں سے جیسا کہ اس کی تقریر مذکور ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ''کمالِ عمل'' یعنی افطار کے وقت ''قرب'' ہوتا ہے۔ اور افطار دو ہیں: صغیر و کبیر۔ افطارِ صغیر تو یہی ہے جو روزمرہ مغرب کے وقت ہوتا ہے۔ افطارِ کبیر وہ ہے جو رمضان کے اختتام پر آتا ہے۔ یہ ایک دن کا افطار ہے، وہ تمیس دن کا ہے۔ اور حدیث میں افطارِ صغیر کا ذکر صراحتاً ہے اور افطارِ کبیر کا اشارۃً۔ اگر صغیر پر جزا صغیر ہے تو کبیر پر (جزا) کبیر

ہونی چاہیے۔غرض اِن دونوں حدیثوں کے مجموعہ نے بتلا دیا کہ عید کی کیا حقیقت ہے، مشاہدہ۔گو حدیث میں ''لقاء رب'' کا لفظ ہے۔مگر مشاہدہ ولقاءِ رب ایک ہی ہیں۔....اِسی روح کو ایک عارف سمجھ کر کہتے ہیں:

''روزہ سے مراد اصلاح میں 'مجاہدہ' ہے اور عید سے مراد 'مشاہدہ' ہے۔''[خطبات حکیم الامت:۱۶/۲۰۰]

شبِ عید اور یوم عید:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آپ کی امت کی رمضان کی آخری شب میں مغفرت کردی جاتی ہے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اِس سے شبِ قدر مراد ہے؟ فرمایا کہ: نہیں! (اِس سے آخری رات مراد ہے۔) جب عمل کرنے والا عمل پورا کر دیتا ہے تو اس کا اجر دیدیا جاتا ہے۔[رواه أحمد كما في المشكوٰة:۱۷۴]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو ہر اس بندہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کو پیش فرما کر فخر فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ: اے میرے فرشتو! (بتاؤ) اجرت پر عمل کرنے والے اس شخص کی کیا جزا ہے جس نے اپنا عمل پورا کر دیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا اجر پورا پورا دیدیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ: اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری بندیوں نے میرا فریضہ ادا کر دیا ہے جو ان کا ذمہ تھا، پھر نکلے ہیں، دعا کر رہے ہیں، قسم ہے اپنی عزت کی، جلال کی اور اپنے کرم کی اور اپنی برتری کی اور اپنے مرتبہ کی، رفعت کی، میں ضرور ضرور ان کی دعا قبول کروں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ: واپس جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ لہٰذا وہ (نمازِ عید سے فارغ ہو کر) بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔[مشکوٰۃ المصابیح:۱۸۲](تحفة المسلمين، از: مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ:۲۸۷)

عیدین کے مستحبات:

(۱) غسل کرنا اور مسواک کرنا۔ (۲) اپنے پاس جو کپڑے موجود ہوں ان میں سے اچھے سے اچھے کپڑے پہننا۔ (۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عیدگاہ میں جو آبادی سے باہر عید کی نماز پڑھنا۔ (۵) عیدگاہ پیدل جانا۔ (۶) ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۷) عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نہ پڑھنا۔ اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا، گھر میں آکر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ (۸) نمازِ عیدالفطر سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا۔ (۹) اگر صدقہ فطر واجب ہو تو اس کو نماز سے پہلے ادا کرنا۔

عیدالفطر کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر تشریق کہیں۔

عید کو گناہوں سے ملوث نہ کریں:

افسوس ہے کہ اِس زمانے کے مسلمان ذکر کی طرف تو کیا متوجہ ہوتے، عید کے دن خوب اچھی طرح گناہ کرتے ہیں، اس دن سینما دیکھنا تو بہت سے لوگوں نے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے، عید کی خوشی کو سینما بینی کے ناپاک عمل سے مٹی میں ملا دیتے ہیں۔ کیونکہ گناہ میں کوئی خوشی نہیں، اللہ کو ناراض کرنے والی چیز کیسے باعثِ خوشی بن سکتی ہے؟ بہت سے لوگ عید کے کپڑے بناتے ہیں تو اس میں بھی حرام حلال کا خیال نہیں کرتے۔ مرد ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے ہیں۔ عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں۔ اور بہت سے لوگ خوب اچھی طرح داڑھی منڈا کر انگریزی بال تراش کر نمازِ عید کے لیے آتے ہیں۔ جو عید سراپا طاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنے کے لیے تھی، اسے گناہوں سے ملوث کر دیا تو عید کہاں رہی؟ عید تو اسلامی چیز ہے، اس دن ہر کام خصوصیت کے ساتھ اچھا اور نیک ہونا چاہیے، اس دن گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور طبیعت کو آمادہ کیا جائے کہ آئندہ بھی گناہ نہ کریں گے، مومن کی زندگی گناہوں والی زندگی نہیں ہوتی۔ [تحفة المسلمین:۲۰۲،۲۰۴]

عید پر نئے جوڑے بنوانا ضروری نہیں:

عید کا زمانہ قریب آ رہا ہے، شریعت تو صرف یہ کہتی ہے کہ جو تمہارے پاس بہتر سے بہتر کپڑا جائز اور حلال طریقے سے میسر ہو، وہ عید کے دن پہن لو۔ اَب لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عید کے موقع پر اپنے لیے اور گھر والوں اور بچوں کے لیے ایک جوڑا نہیں بلکہ کئی کئی جوڑے بنانا عید کی لازمی سنت ہے اور عید کا لازمی تقاضہ ہے۔ حالانکہ گھر میں اچھے خاصے کپڑے رکھے ہیں، اُن میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اِس کے باوجود عید کے موقع پر نئے کپڑے بنانا لازم اور ضروری ہے۔ اور کپڑے بنانے کے لیے پیسے نہیں ہیں تو اس کے لیے قرض لو! بیوی بچے مرد کو اِس بات کے لیے مجبور کرتے ہیں کہ کہیں سے بھی پیسے لاؤ اور ہماری عید کی خریداری کراؤ! اَب اگر حلال طریقے سے اتنے پیسے میسر نہیں تو اَب وہ مرد کسی سے رشوت لے گا، کسی کو دھوکہ دے گا، کسی کے ساتھ اور کوئی ناجائز کام کر کے پیسے حاصل کرے گا، اگر اور کچھ نہیں کرے گا تو کم از کم قرض لے گا اور قرض لے کر اپنے بیوی بچوں کی خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا۔

اِس صورتِ حال نے ہمارے معاشرے میں زبردست فساد پھیلا رکھا ہے، اِس کے نتیجے میں حلال وحرام ایک ہو رہا ہے، لوگ پریشانیوں کی دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں، یہ سب ''اِسراف'' کے ان احکام پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ [اصلاحی مجالس، از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم: ۱۸۸/۵]

مصافحہ اور معانقہ میں صحابہ کا عمل:

حضرت انسؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب

آپس میں ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب کسی سفر سے واپس لوٹتے تو معانقہ کیا کرتے تھے۔[طبرانی]

اِن احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ مصافحہ اور معانقہ کرنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپس میں ملاقات ہوتی تو پہلے سلام کرتے اور سلام کے بعد مصافحہ کرتے۔اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔مصافحہ اور معانقہ کا کوئی خاص وقت یا دن مقرر نہ تھا۔بس اِسی طرح بالکل اِسی تفصیل سے مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا مسنون و مستحب اور کارِ ثواب ہے۔اس پر عمل کرنا چاہیے۔اِسے نہ کوئی روک سکتا ہے، نہ کسی کی مجال ہے۔

عید کے دن گلے ملنا:

چنانچہ اگر کوئی شخص مصافحہ اور معانقہ کو عید کے دن خاص عید کی سنت یا عید کی وجہ سے لازم اور ضروری نہ سمجھے اور پھر عیدین کے دن اتفاقاً بوقت ملاقات سلام کر کے مصافحہ کر لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔یا جو عزیز یا رشتہ دار یا دوست عید کے دن سفر سے آئے اور سفر سے آنے کی بنا پر اُس سے گلے ملے تو بھی نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے۔لیکن عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کو عید کی سنت سمجھنا یا واجب جاننا اور خاص عید کی وجہ سے اس کا اہتمام کرنا جیسا کہ عام طور پر رواج ہے تو ایسا مصافحہ اور معانقہ بلا شبہ ناجائز ہے اور اِس کو ترک کرنا ضروری ہے۔کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اِس کا ثبوت نہیں ہے۔اور ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے اِسی پہلو سے اس کو بدعت قرار دیا ہے۔(حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:''عیدین کا معانقہ روافض کا شعار ہے،(اِس لیے)اِس سے پورا پرہیز کیا جائے۔''[فتاویٰ محمودیہ:۱۲/۱۹۰]ناقل)

عید کی مبارک بادی:

عید کی مبارک بادی کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ کسی صحیح اور مستند حدیث سے ثابت نہیں اور شروع ہی سے اِس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔چنانچہ اس میں علماء کے پانچ اقوال ہیں:

(۱)جائز۔(۲)مباح۔(۳)مندوب۔(۴)مکروہ۔(۵)بدعت۔

لہٰذا اگر عید کی مبارک بادی تمام منکرات سے خالی ہو۔مثلاً اس کو سنت نہ سمجھا جائے اور نہ فرض واجب کی طرح ضروری سمجھا جائے اور نہ فرض وواجب کا سا اِس کے ساتھ معاملہ کیا جائے اور جو اِس کا اہتمام نہ کرے اُس کو برا بھلا نہ کہا جائے اور نہ اُس کو ٹیڑھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جائے۔اور جب ملاقات ہو تو پہلے باقاعدہ مسنون سلام کیا جائے،اُس کے بعد(عید سعید)یا اِس کے ہم معنی کوئی دوسرا لفظ جیسے''عید مبارک'' کہہ دیا جائے تو جائز اور دعا ہونے کی بنا پر باعث ثواب ہے۔

لیکن اگر اس میں حد سے تجاوز کیا جائے، مثلاً سنت سمجھا جائے، یا فرض واجب کی طرح اس کو ضروری سمجھا جائے اور اس طرح اس کا جو درجہ ہے اس سے اس کو بڑھا دیا جائے تو مکروہ وممنوع ہے۔

[شب عید کی فضلیت اور ہم، از: مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی: خطبات جمعہ: ۱۷۲/۲]

علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ: حضرات صحابہ کرام نمازِ عید سے لوٹتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے: ’’تقبل الله منا و منك‘‘۔ اِسی طرح لوگ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو کہتے، وہ بھی کہتے اور اس پر نکیر نہ فرماتے۔ [کشف الغمه: ۱۵۲......بحوالہ شمائل کبریٰ: جلد ۴، حصہ ۵۳۱/۷]

’’عیدین کی خوشی پر اگر ایک مومن دوسرے مومن سے یہ کہہ دے کہ: عید مبارک ہو، اللہ تعالیٰ آپ کے روزے، نمازیں اور تراویح قبول فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کی قربانی قبول فرمائے۔ تو یہ ایک عبادت کے کرنے پر شاباش وترغیب ہے اور اعمالِ صالح کی عنداللہ قبولیت کی دعا ہے۔ ایسا کہنے میں بظاہر کوئی حرج نہیں۔ البتہ اِس طرح کے الفاظ کہنے کو لازم سمجھنا اور نہ کہنے والے سے ناراض ہونا یا اس کا اتنا اہتمام کرنا اور عید کی مبارک باد دینے کے لیے گلی گلی اور گھر گھر پھرنا یقیناً ایک مکروہ عمل ہے۔ اور ثواب کی نیت وارادہ سے کرنا اِحداث فی الدین ہے۔‘‘ [فتاویٰ حقانیہ: ۷۰/۲]

☆......☆......☆......☆

(**بقیہ** صفحہ نمبر 20......دیوبندیت کیا ہے؟)

(بقیہ صفحہ نمبر 20......دیوبندیت کیا ہے؟)

پروفیسر ڈی جولیس جرمینس کی رائے:

ڈی جولیس جرمینس پروفیسر بوڈاپیسٹ یونیورسٹی ہنگری نے کہا کہ:

’’میں نے خود اپنے ملک میں دیوبند کے مدرسہ کے بارے میں سنا، مجھے ہمیشہ سے شوق تھا کہ علوم واسلامی اسپرٹ (روح) کے اس قلعہ کو دیکھوں، مجھے عربی اور تعلیمات اسلامی کی اِس گہرائی اور جدوجہد کو دیکھ کر اور بھی زیادہ حیرت ہوئی جو اِس مدرسہ کے در و دیوار میں دائر وسائر ہے۔‘‘

عصرِ حاضر میں اہلِ حق کی ترجمانی:

جدوجہدِ آزادی سے لے کر اِس خطہ بلکہ تمام اطرافِ عالم میں شرک وبدعات کا خاتمہ، قرآن وسنت کی صحیح اور حقیقی تشریح اور ترویج واشاعت تک اِن تمام مراحل میں فضلاء دیوبند کا بھرپور کردار ہے۔ اور آج بھی اہلِ حق کی ترجمانی کا فریضہ علماء دیوبند ہی کے فیض یافتہ رجال انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق سمجھ کر اس کی اتباع کرنے اور باطل کو باطل سمجھ کر اس سے اجتناب کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین) [بشکریہ: ماہنامہ دار العلوم، دیوبند]

مولانا اشتیاق احمد قاسمی، مدرس دارالعلوم دیوبند

صحابہ کرامؓ کے سلسلے میں علمائے دیوبند کا معتدل موقف

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین کی سب سے برگزیدہ جماعت ہیں، قرآن کریم میں ان کی ایمانی صداقت، ان کے فضائل وکمالات وضاحت کے ساتھ موجود ہیں، ان سے رضائے الٰہی کی شہادت کی بھی بار بار صراحت ہے؛ ان سب کے باوجود صحابہ کرام انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح معصوم نہیں؛ ہاں محفوظ ضرور ہیں؛ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے کسی غلطی پر اصرار نہیں کیا، غلطی ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگ لی، توبہ واستغفار کر لی، اس لیے پوری امت کا عقیدہ ہے کہ گناہ کے صادر ہونے کی وجہ سے ان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا، رضائے الٰہی اور رحمتِ خداوندی کے مینارۂ نور پر وہ بدستور فائز ہیں، ان سے ان کی عدالت ہرگز مجروح نہیں ہوئی، پوری اُمت نے بڑے ہی احترام کے ساتھ ان کو "الصحابۃُ کلّھم عَدُول" کا سہرا پہنایا ہے۔

قیامت تک وہی فرقہ اہلِ حق کہلائے گا جو صحابہ کرام کے مطابق دین کی تشریح کرے گا، جو فرقہ صحابہ کرام کی روِش سے جتنا دور ہوگا، وہ حق سے اتنا ہی دور ہوگا، اور جو جتنا قریب ہوگا وہ حق سے اتنا ہی قریب ہوگا، اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد ایسا نہیں جو صحابہ کرام پر لعن طعن کو جائز سمجھتا ہو، صحابہ کرام کی عدالت پر امتِ مسلمہ میں سلف وخلف کا اجماع ہے، محدثین نے روایتِ حدیث کی تحقیق میں جرح وتعدیل کے اصول مرتب کیے؛ مگر صحابہ کرام کی چوکھٹ پر آکر سب کے سب رُک گئے، کسی نے ایک قدم آگے نہیں بڑھایا۔ ہر ایک نے سارے صحابہ کرام کو عادل وصادق قرار دیا، کسی کو نقد وجرح کا نشانہ نہیں بنایا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے علاوہ فرقوں نے صحابہ کرام کو نشانہ بنایا، مثلاً ماضی بعید میں معتزلہ اور خوارج نے صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنایا، شیعوں نے مخالفت میں نہایت مکروہ روش اختیار کی، یہ صحابہ کرام کو کافر ومرتد کہتے ہوئے بھی نہیں چوکتے، عصر حاضر کے بعض فرقے صحابہ کرام کے سلسلے میں انھیں باطل فرقوں کی روش پر ہیں؛ مثلاً ''جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے جگہ جگہ صحابہ پر تنقید کی ہے، ان کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں، ایک جگہ نہایت ہی بے باکی سے لکھتے ہیں:

''محض صحابیت کے شرف سے کوئی غلطی ''شریف کام'' نہیں بن سکتا؛ بلکہ صحابی کا بلند مقام اس غلطی کو حد درجہ نمایاں کر دیتا ہے۔'' [خلافت وملوکیت: ۳۴۱]

مولانا مودودی نے جماعتِ اسلامی کے دستور میں یہ وضاحت کی ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں۔[دستور جماعت اسلامی:۵]، گویا انھوں نے صحابہ کرام پر تنقید کرنے کو اپنے اصول میں داخل کیا ہے۔ان کے نزدیک صحابہ کرام کے اقوال وافعال کی کوئی اہمیت نہیں، یہ بھی شیعہ اور خوارج کی طرح اہل السنۃ والجماعۃ کی راہِ مستقیم سے ہٹے ہوے ہیں۔

عصرِ حاضر کے فرقوں میں غیر مقلدین بھی اہل السنۃ والجماعۃ کے طرزِ فکر وعمل سے منحرف ہیں، انھوں نے آثارِ صحابہ کو درخورِ اعتناء نہیں سمجھا، اجماعِ صحابہ کا انکار کیا، اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ انھوں نے ''بیس رکعات تراویح'' کو بدعتِ عمری قرار دیا، ''جمعہ کی پہلی اذان'' کو بدعتِ عثمانی قرار دیا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترکِ رفع یدین کو نقل کیا تو ان پر الزامات کی بوچھاڑ کردی، صحابہ کرام کے اجتہادات ان کے فتاویٰ اور تفاسیر کو نا قابلِ اعتبار ٹھہرایا، بعض غیر مقلدین نے صحابہ کرام کے خلاف بغض ونفرت کا شدید اظہار کیا ہے؛ چناں چہ:

☆......مشہور غیر مقلد عالم مولانا وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں: ''بعض صحابہ فاسق تھے'' [نزلُ الابرار:۲/۹۴] انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''معاویہ پر دنیا کی طمع غالب ہوگئی تھی، ان کو تمام خاندانِ رسالت سے دشمنی تھی''۔[لغات الحدیث:۲/۴۱] ایک جگہ انھوں نے حضرت امیر معاویہؓ وعمرو بن عاصؓ دونوں کو باغی سرکش اور شریر لکھا ہے۔[لغات الحدیث:۲/۶۳]

☆......ایک دوسرے غیر مقلد عالم مولوی عبدالحق لکھتے ہیں: ''عائشہ حضرت علی سے لڑتے ہوئے مرتد ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری''۔ایک جگہ لکھتے ہیں: ''صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں، ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں، صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا''۔[کشف الحجاب:۱۲]

☆......ایک اور غیر مقلد جناب حکیم فیض عالم لکھتے ہیں: ''سیدنا علی کے خودساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافتِ راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بددیانتی ہے''۔اس طرح کی گستاخی اس کتاب میں متعدد جگہوں پر موجود ہے۔[خلافتِ راشدہ:۵۵،۶۵] ایک جگہ حضرت حسنؓ وحسینؓ کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حضراتِ حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے، یا اندھا دھند تقلید کی خرابی۔'' [سیدنا حسن بن علی:۳۲] ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''سیدنا حسن کی موت کے متعلق اپنی تالیفات ''عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' اور ''حسن بن علی'' میں دلائل کے ساتھ ثابت کر چکا ہوں کہ کثرتِ جماع، ذیابیطس اور تپِ محرقہ سے ہوئی، آپ کہاں شہید ہوئے تھے اور آپ کو کس نے شہید کیا تھا؟'' [خلافتِ راشدہ:۱۱۵] اور ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''سیدنا حسن کثرت سے حرم کی زندگی (کثرتِ جماع) کے دل دادہ تھے، جس کی

وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سِل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔'' [سیدنا حسن:۰۸]

غیر مقلدین شیعوں کی طرح صحابہ کرامؓ کے تئیں سب سے زیادہ گستاخ ہیں، مذکورہ بالا مثالیں محض نمونہ کے لیے دی گئی ہیں، ورنہ ان کی کتابیں اس طرح کے مکروہ مواد سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ لوگ ''عظمتِ صحابہ'' کے عنوان سے جہاں کہیں پروگرام کرتے ہیں وہ محض اہل السنۃ والجماعۃ کو دھوکہ دینے کے لیے کرتے ہیں کہ آؤ! غیر مقلدیت قبول کرلو، ہم بھی تمہاری طرح صحابہ کرام کو مانتے ہیں، بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیعوں کی طرح تقیہ کرتے ہیں۔

علمائے دیوبند نے سلفِ صالحین کی طرح بلا استثناء سارے صحابہ کرام کو عادل ومعتبر سمجھا ہے، ان کے نزدیک احکامِ شرعیہ کے لیے ایک طرف آیات واحادیث مآخذ ہیں، دوسری طرف آثارِ صحابہ بھی مآخذِ شریعت ہیں، ان سے بھی شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں؛ اس لیے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست دیکھا، اسلام کا کون سا حکم ناسخ اور کون سا حکم منسوخ ہے؟ یہ وہی بتا سکتے ہیں، کون سا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھا اور کون سا امت کے لیے تھا؟ سب کو اچھی طرح جانتے تھے۔

قرآن وحدیث کی تشریحات کے نا قابلِ اعتماد ہونے کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ صحابہ کرام کو درمیان سے نکال دیا جائے، مسلمانوں کے جس فرقے نے آثارِ صحابہ کو درمیان سے نکال دیا، ان کی تحریروں کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ انھوں نے دین میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں بڑھا دی ہیں؛ بلکہ انھوں نے دین اور احکامِ شرعیہ کو کھلونا بنا رکھا ہے شیعہ، جماعتِ اسلامی اور غیر مقلدین سب نے ایک ہی حجام سے سر مونڈوایا ہے۔

علمائے دیوبند نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بار بار درج ذیل موقف کی صراحت کی ہے کہ:

۱......حضراتِ صحابہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب بندے ہیں، انبیائے کرامؑ کے علاوہ جن وانس کا کوئی بھی فرد ان کے مقام ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

۲......عہدِ نبوی کے بعد صحابہ کرام کا دور سب سے بہتر ہے۔

۳......صحابہ کرام کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہے اور اُن سے بغض وعناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد کی نشانی ہے، صحابہ کرام کو اذیت دینا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کے مرادِف ہے۔

۴......صحابہ کرام کی عیب جوئی کرنا اور ان کو تنقید وتنقیص کا نشانہ بنانا حرام، ناجائز اور اکبر الکبائر گناہ ہے۔

۵......امت کا سارا مجد وشرف، بزرگی اور وقار صحابہ کرام کے ساتھ وابستگی پر موقوف ہے، اوران کا قول وعمل امت کے لیے حجت ہے۔

جولوگ رطب ویابس تاریخی روایات پر اعتماد کر لیتے ہیں، اور محض ان بے سروپا روایات کی وجہ سے بعض صحابہ کرام پر سخت وسست تنقید کرنے لگتے ہیں، ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ فقہائے امت نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ عقائد واحکام اور حلال وحرام کے باب میں ان روایات کی ہرگز کوئی اہمیت نہیں وہ نا قابلِ اعتبار ہیں، صحابہ سے عقیدت واحترام کا راست تعلق عقائد سے ہے، عقیدے کے بغیر دین وایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔[مقامِ صحابہ:۳۲]

اخیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کا ایک مکتوب نقل کرنا مناسب ہے، فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کی شان میں جوآیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں، جواحادیثِ صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں؛ مگران کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں؛ اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور آیات واحادیثِ صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تواریخ کو غلط کہنا ضروری ہوگا۔''

[مکتوباتِ شیخ الاسلام:۲۴۲/۱،مکتوب نمبر:۸]

(بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند)

(بقیہ صفحہ نمبر 23......ڈیجیٹل تصویر یا اباحیت عامہ؟)

(بقیہ صفحہ نمبر 23

اور علمی تاریخ کا یہ استفسار بھی ہمارے مجوزین کے ذمے قرض ہے کہ ڈیجیٹل تصویر کے لیے تصویر کی حرمت سے استثنا بتانا زیادہ ضروری تھا یا تصویر کے معاملے میں مسلمانوں کو احساسِ گناہ سے محروم کرنا زیادہ سنگین ہے؟

ایک اور اہم سوال بھی جواب چاہتا ہے کہ اگر مسلمان ڈیجیٹل تصویر کی بدولت مجسمہ سازی کی مشقت اُٹھانے سے بے نیاز ہو جائیں اور پرنٹڈ (Printed) تصاویر سے مستغنی ہو جائیں تو قرآن وسنت میں صورت گری اور تصویر سازی کی حرمت بیان کرنے والی نصوص کا مدلول ومصداق کیا بچے گا؟ آیا نصوص شرعیہ کو قیامت سے قبل ہی معطل قرار دیں گے؟ یا تصویری مقاصد کو احسن انداز میں پورا کرنے والی ڈیجیٹل تصویر کی کسی قسم کو ایسی نصوص کا مصداق مانیں گے؟ یا پھر قیامت سے پہلے اباحیتِ عامہ کی قیامت برپا کرنے کی جسارت پر مصر رہیں گے؟ (بشکریہ......ماہنامہ بینات)

افادات: پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی مدظلہ، ملتان
ضبط وترتیب: خواجہ حنظلہ محمود صدیقی

غیر مقلدین کا مختصر تعارف

جامعہ تعلیم وتزکیہ قرآن محل، بیرون پاک گیٹ، ملتان میں ترجمانِ اہل حق حضرت پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدّیقی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں عوام بالخصوص دینی وعصری علوم کے طلبہ کو دورِ حاضر کے فتنوں سے آگاہ کرنے کے لیے ماہانہ پروگرام چل رہا ہے۔

یہ پروگرام ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بعنوان: ''غیر مقلّدیت'' منعقد ہوا۔ جس کے آغاز میں راقم الحروف نے حضرت خواجہ ابوالکلام صدّیقی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے دروس و بیانات سے ماخوذ ''غیر مقلّدیت'' کا درجِ ذیل مختصر تعارف پیش کیا۔

دین سے وابستگی کا واحد ذریعہ:

ہم تک دین وشریعت کے احکام ومسائل پہنچنے کا واحد، معتبر، اولین اور بنیادی ذریعہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، پھران سے آگے اُمت میں ان کو منتقل کرنے والے محدثین وفقہاء اور ائمہ مجتہدین ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دین، اُس کا فہم اور نمونۂ عمل اُمت میں منتقل کرنے کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید (پ۵، رکوع ۱۴ سورہ النساء آیت ۱۱۵) میں ''سبیل المومنین'' فرمایا ہے۔ اگر اِس واسطے کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو پھر دین وشریعت سے ہماری وابستگی ممکن ہی نہیں رہتی، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں سبیل المومنین سے انحراف پر جہنم کی وعید فرمائی ہے۔

دین سے محروم کرنے کی سازش:

شیطانیت آدم علیہ السلام کی اولاد سے حسد اور یہودیت رسول اللہ ﷺ سے جلن کی وجہ سے یک جان ہو کر آپ ﷺ کی امتِ دعوت کو دینِ حق سے دُور رکھنے اور اُمتِ اجابت یعنی اہل ایمان کو اس سے منحرف کرنے میں کوشاں ہیں۔ بعض گروہ شعوری وارادی طور پر اور بعض غیر ارادی طور پر اِس سازش کا آلۂ کار بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اِس اُمت میں مختلف فتنے وجود میں آچکے ہیں۔

فتنوں کی اساس اور دروازہ:

اِن فتنوں کی بنیاد سبائیت ہے، جس نے یہودیت سے جنم لینے کے بعد عیسائیت کی آبیاری اور

مجوسیت کے پیوند سے رافضیت کی شکل اختیار کی۔ رافضیت نے ایک تو خود کو مختلف شاخوں میں تقسیم کر کے اپنا دائرہ کار وسیع کر دیا۔ دوسرے یہ کہ امت مسلمہ میں اِنتشار و اختلاف کا سازشی جال پھیلا دیا، اِن فتنوں کی بنیاد اگر چہ رافضیت ہے، مگر اُس کا دروازہ غیر مقلدیت ہے، جسے اُمت کو گمراہ کرنے کے لیے ''سبیل المؤمنین'' سے قلبی، ذہنی، لسانی، یا عملی انحراف کی مختلف پر کشش صورتوں سے مزین کیا گیا ہے۔ رافضیت اور غیر مقلّدیت دونوں کا ہدف دین کی بنیادی اور واحد ذریعہ کی حیثیت رکھنے والی جماعت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ مگر ظاہری فرق یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رافضیت کا براہِ راست ہدف ہیں جبکہ غیر مقلدیت نے ان کو ائمہ مجتہدین اور اُن کے فقہی مسالک کی مخالفت کی آڑ میں نشانہ بنا رکھا ہے، جس کا اَندازہ اُن کے اِس بنیادی سوچ سے کیا جا سکتا ہے کہ اُن کو حدیث کے فہم اور اُس پر عمل کے لیے ائمہ مجتہدین کی تحقیق اور اجتہادی تطبیق و ترجیح قبول نہیں، کیوں کہ اُس کا اِنحصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال پر ہے اور اُن کے نزدیک شریعت میں صحابی کا قول حجت نہیں۔

حقیقی اہل قرآن اور اہل حدیث:

غیر مقلدین نے اپنا نام ''اہل حدیث'' رکھا ہوا ہے، جو اِس نام پر اِسی طرح غاصبانہ قبضہ ہے جس طرح منکرین حدیث لوگوں کو اپنے بے دینی کے بارے میں دھوکہ میں رکھنے کے لیے اپنا گروہی نام ''اہل قرآن'' بتاتے ہیں، حالانکہ حقیقت میں اہل قرآن اور اہل حدیث تو وہ ائمہ کرام ہیں جو قرآن و حدیث سے ہمہ وقتی اور ہمہ جہتی وابستگی اور اس کا صحیح فہم رکھتے ہیں اور انہوں نے امت کو ''فقہ'' کی صورت میں قرآن و حدیث پر صحیح اور مطلوب عملی شکل یعنی ''سنت'' سے آگاہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے امت کو گمراہی سے آگاہ کرنے کے لیے "فعليكم بحديثي" کی بجائے "فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين." (پس تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت لازم ہے) اور نجات پانے والے گروہ کے لیے "ما أنا عليه و أصحابي "(جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہیں) کے کلمات کہلوائے۔

غیر مقلدین کی دعوت اتحاد:

غیر مقلدین امت میں اتحاد کے داعی ہیں اور اتحاد کے لیے اُن کی دعوت یہ ہے کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہاء کے فہم کے بغیر حدیث کا مفہوم خود سمجھ کر یا دوسرے لفظوں میں غیر مقلدین کے بیان کردہ مفہوم کو اپنے فہم کا حاصل سمجھ کر اُس پر عمل کیا جائے، مگر اُن کی یہ دعوت نہ شرعاً درست ہے نہ ہی عقل سے مطابقت رکھتی ہے۔ جب کسی بھی علم و فن میں اُس علم و فن کے ماہرین کی بجائے کسی اور پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا

تو پھر فہم دین اور اس کی عملی صورت یعنی شریعت جیسی سب سے قیمتی متاع کو ماہر دین و شریعت کی بجائے ہر غیر عالم، جاہل یا عام آدمی کے سپرد کیسے کیا جاسکتا ہے؟

قرآن وحدیث کی تشریح عام لوگوں کے سپرد کرنے کا نتیجہ:

اس وقت مجتہدین میں قرآن وحدیث کے غیر منصوص یعنی غیر واضح احکام میں اجتہادی اور ایسے منصوص احکام جن میں ایک سے زیادہ صورتوں والی ترجیحی اختلاف ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق مذموم نہیں۔ بلکہ غلط ہونے کی صورت میں بھی ایک اجر کا موجب ہے۔ اور اگر صحیح ہو تو اس پر دوہرا اجر ہے۔ جبکہ عام آدمی اپنے فہم کے مطابق اگر صحیح بھی سمجھا ہو تو قابلِ گرفت ہے۔ نیز یہ کہ مجتہدین میں واضح احکام میں کامل اتّفاق ہے، لیکن اگر ہر آدمی کو اپنے فہم کے مطابق مفہوم متعیّن کرنے کی اجازت دے دی جائے تو نہ صرف غیر اختلافی واضح احکام ومسائل پر اتفاق کی صورت ختم ہو جائے گی بلکہ دین کے بنیادی اُصولوں میں بھی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ ایک تو عام آدمی مجتہدین کے مقابلے میں کثیر ہیں، دوسرے یہ کہ مجتہدین میں اجتہاد کی صلاحیت کے علاوہ ہدایت، تقویٰ میں پختگی بنیادی شرط ہے اور ان کے اجتہاد کی اساس فکر آخرت ہوتی ہے۔ جبکہ عوام میں فکر آخرت کی وہ پختہ کیفیت نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ مجتہدین وفقہاء کا اجتہاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ماخوذ اُصولوں کے دائرے میں ہوتا ہے، جبکہ غیر مجتہدین کو اُن اُصولوں سے نہ تو کماحقہ آگاہی ہوسکتی ہے اور نہ ہی وہ اُن کے استعمال وفہم کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اِس لیے یہ اختلاف بھی لامحدود صورت اختیار کرلے گا اور دین عوام کا کھیل بن کر رہ جائے گا جیسا کہ خود اِن غیر مقلدین کے مابین اختلاف سے ظاہر ہے۔ چنانچہ اِن میں بھی کئی فرقے بن چکے ہیں جو ایک دوسرے کو غلط، گمراہ بلکہ کافر ومشرک تک کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کا مشن اور مقصود:

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین کی اکثریت تقلید کی وجہ سے مشرک، کافر یا کم از کم گمراہ، فاسق وفاجر ہے اور خود یہ گروہوں میں بٹے ہوئے اور اختلافات کا شکار ہیں تو پھر یہ مقلدین کو کس بنیاد پر اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں؟ اگر اِس دعوت کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اِن کا مقصود یہ ہے کہ مقلدین کو تقلید کی صورت میں سبیل المؤمنین سے جو وابستگی حاصل ہے، اُنہیں اس سے نکال کر اپنا مقلّد یعنی اپنے جیسا نفسانی خواہش کا پیروکار بنا دیا جائے۔

غیر مقلدین کا تقلید کرنا:

یہ لوگ عموماً بخاری شریف اور مسلم شریف پر عمل کے مدعی اور داعی ہیں اور دوسروں سے بھی اِس کا

مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے فلاں عمل کی بخاری و مسلم میں حدیث دکھاؤ، جبکہ نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ حدیث صرف بخاری و مسلم میں ہے۔ پھر یہ کہ بخاری و مسلم تمام احادیث کا مجموعہ نہیں بلکہ اِن دونوں اماموں کا اپنا اپنا اجتہادی انتخاب ہے اور ان پر عمل کی دعوت بظاہر اِن اماموں کی مگر درحقیقت اپنی تقلید کی دعوت ہے، حالانکہ یہ کسی بھی امتی کی تقلید کو حرام اور شرک کہتے ہیں، اگر ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کی تقلید شرک ہے تو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ بلکہ اِن غیر مقلدین کی تقلید کیسے جائز ہوگی؟

مقلدین کی غیر مقلد علماء کی تقلید:

نیز یہ کہ تقلید کو حرام اور شرک کہنے والے غیر مقلدین خود اپنے غیر مقلد علماء کی تقلید کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں کرتے رہتے ہیں کہ جب کسی غیر مقلد کو کسی سوال کا جواب نہیں آتا یا اُسے اُس کے مسلکی عمل کے خلاف بخاری و مسلم کی کوئی حدیث دکھائی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے مسلک کے علماء سے پوچھ کر بتاؤں گا، یہ خود اُن کے اپنے دعویٰ کے لحاظ سے بخاری و مسلم سے اعراض اور اپنے غیر مجتہد علماء کی تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟

مقلد اور غیر مقلد کی تقلید کا فرق:

غرض یہ کہ خود غیر مقلدین بھی تقلید کرتے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ ہم قرونِ اولیٰ کے اُن مجتہدین میں سے کسی مجتہد امام کی کرتے ہیں جن کے دینی فہم اور تقویٰ پر علماءِ امت کا اجماع ہے۔ جبکہ یہ اُن کی بجائے دورِ حاضر کے اپنے غیر مجتہد، غیر مقلد علماء کی تقلید کرتے ہیں جن کی اپنی علمی و تحقیقی صلاحیت اور صداقت و دیانت ثبوت کی محتاج ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دورِ حاضر کے فتنوں سے آگاہی، اُن سے بچنے اور اہل حق علماء کی راہ نمائی میں سبیل المؤمنین کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆

وفیات

......شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کی اکلوتی صاحبزادی رحمہا اللہ [کندیاں]

......تلمیذِ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد طیب کشمیری مدظلہ کی اہلیہ محترمہ رحمہا اللہ [کراچی]

......جامعہ قاسمیہ [لاہور] کے طالب علم محمد ضمیر کی پھوپھو صاحبہ رحمہا اللہ [پپلاں، میانوالی]

......حضرت جہلمیؒ کے عزیز چوہدری آصف صاحب کی بیٹی رحمہا اللہ [کھینگر مدال، ضلع جہلم]

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

مولانا مفتی ابوالخیر عارف محمود، گلگت

دیوبندیت کیا ہے؟

تفرقہ اور راہِ حق:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، تمام فرقے دوزخی ہوں گے، صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، صحابہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! جنتی فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ما أنا علیہ وأصحابي'' جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے (اس کی پیروی کرنے والے جنتی ہوں گے۔) [سنن ترمذی]

موطا امام مالک میں حدیثِ مرسل نقل کی گئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک ان کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہوگے، کتاب اللہ اور میری سنت''۔

اتباعِ سنت:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اکابر علماء دیوبند اتباعِ سنت کی روشنی میں'' ارشاد فرمایا:

''اصل اتباعِ سنت ہے، جس کو پرکھنا ہو اِسی معیار پر پرکھا جائے گا، جو شخص اتباعِ سنت کا جتنا زیادہ اہتمام کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و مقرب ہوگا، روشن دماغی چاہے اُس کے پاس کو بھی نہ آئی ہو۔ اور جو شخص اتباعِ سنت سے جتنا دور ہے اللہ تعالیٰ سے بھی اتنا ہی دور ہے، چاہے وہ مفکرِ اسلام، مفکرِ دنیا اور مفکرِ سماوات بن جائے۔''

طائفہ منصورہ:

امیر شام سیدنا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کا ایک طبقہ امر الٰہی پر برابر قائم رہے گا، جو انھیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کی مخالفت کی کوشش کریں گے، وہ انھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ طبقہ لوگوں پر غالب رہے گا۔'' [صحیح مسلم]

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِس علم کو ہر صحیح جانشین سے آگے ثقہ لوگ لیتے رہیں گے، وہ اِس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں اور جاہلوں کی (باطل) تاویل دور کرتے رہیں گے۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ دین برابر قائم رہے گا اور اِس کے لیے مسلمانوں کا ایک طبقہ برابر لڑتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔''

تجدیدِ دین:

ابوداوٗد کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس امت کے نفع کے واسطے ہر سو برس پر ایک شخص بھیجتا ہے، جو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے۔

استاذ المحدثین، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے '' نفحاتُ التنقیح ''میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

''میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ مجدد ہونا کسی متعین شخص یا متعین مکان کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اِس سے مراد ہر زمانے کی وہ جماعت بھی ہوسکتی ہے جو مختلف مقامات میں مختلف دینی شعبوں اور دینی فنون کی تجدید کرتی ہے، تقریر سے ہو یا تحریر سے، جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دین کی بقاء اور احیاءِ سنت کا سبب بنا دیتا ہے۔''

تجدیدِ دین اور علماءِ دیوبند:

اسلام کی چودھویں صدی میں اللہ رب العزت نے اکابر دیوبند اور اُن کے فیض یافتگان کی جماعت کو طائفہ منصورہ بنا کر غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں، جاہلوں کی باطل تاویل سے دینِ اسلام کی حفاظت اور اس کے مختلف شعبوں میں تجدیدی کارناموں کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''مَا أنا عَلیهِ وَأصحَابِی '' کا حقیقی مصداق ہے، جس نے اپنے سلف صالحین کی طرح اِس آخری زمانے میں ایسے افراد پیدا کیے جن کی زندگی اظہارِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے وقف رہی ہے، نامساعد حالات، اِلحاد و بے دینی کی تیز و تند لہریں، اپنوں اور بے گانوں کی مخالفتیں اُنھیں ایک انچ بھی جادۂ مستقیم سے نہ ہٹا سکیں۔

علماءِ دیوبند کا اسنادی سلسلہ:

اہلِ حق کی اِس مقدس جماعت نے اپنے ہر عقیدے اور عمل کی سند اپنے سلف صالحین سے لی ہے،

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے شروع ہوکر یہ اسنادی سلسلہ مسندالہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خاندان میں جمع ہوگیا ہے، اکابر دیوبند خصوصاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ سند اور فیض وفکر کو اِس مقدس ادارہ یعنی دارالعلوم دیوبند کے ذریعے عالم گیر بنادیا ہے۔

دیوبندیت کیا ہے؟

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی تسلسل سند وفکر کے بارے میں فرمایا:

''دیوبندیت کوئی مذہب یا فرقہ نہیں، جس کے معاندین اِسے ایک مذہب یا فرقہ کا نام دے کر عوام کو اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ یہ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک جامع مرقع اور مکمل ایڈیشن ہے، جس میں اہلِ سنت کی ساری شاخیں اپنی اصل سے جڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اِس دیوبندیت کے بارے میں کیا خوب جملہ استعمال فرمایا تھا، جوانھیں کو زیب دیتا تھا، جب اُن سے کسی نے پوچھا کہ: دیوبندی کیا چیز ہے؟ یہ کوئی مذہب ہے یا فرقہ؟ تو فرمایا کہ: نہ مذہب ہے نہ فرقہ، بلکہ ہر معقول پسند دین دار کا نام دیوبندی ہے۔فللّٰہِ درّ ماقال.''

علماءِ دیوبند کا دینی اور فکری مسلک:

علماءِ دیوبند کا دینی اور فکری مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا جامع، معتدل اور ہمہ گیر مسلک ہے، جس میں اصولِ دین یعنی کتاب وسنت کی عظمت، شخصیاتِ دین یعنی فقہاء، مجتہدین، محدثین، مفسرین، متکلمین، اصولیین، صوفیاء اور علماءِ ربانیین کا احترام، سنت اور جماعت دونوں کا حسین اجتماع ہے، ورنہ اِن دوگانہ اُصولوں سے ہٹ کر اختراع اور تجدد پسندی کی وجہ سے بدعات ومحدثات کی بھرمار ہے اور رِجالِ دین سے بداعتماد ہوکر خود پسندی کی بنیاد پر کبر ونخوت کے بت تراشے گئے ہیں۔

مسلک اعتدال:

اِسی مسلک اعتدال کی وجہ سے علماءِ دیوبند دینی بے قیدی اور خود رائی سے بھی محفوظ رہے، شرک وبدعت کے اندھیرے بھی اُنھیں اپنے جال میں نہ کھینچ سکے، اُن کے اعمال وافکار سے اسلام کا تسلسل بھی قائم رہا اور کوئی غیر مسلسل نظریہ دین کے نام سے اسلام میں داخل بھی نہ ہونے پایا۔ یہ حضرات اپنے علم وعمل کے تسلسل سے اسلام کے چراغ روشن کرتے گئے، تاریخِ دیوبند پر نظر کرتے ہوئے ہم بجاطور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ: اسلام واقعی ایک زندہ وجاوید دین ہے، جو اِن حضرات سے لے کر حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہدِ سعادت تک مسلسل ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا فیض:

دارالعلوم دیوبند جس سے فیض پا کر ہزاروں علماء، محدثین، فقہاء، مفسرین، متکلمین، صوفیاء، مصنّفین، محققین، داعیانِ دین متین، مجاہدینِ حریت اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں مختلف النوع تجدیدی کارنامے انجام دیے، جن سے عالمِ اسلام رہتی دنیا تک مستفید ہوتا رہے گا۔

دارالعلوم دیوبند کے بارے میں مشاہیر عالم کی آراء:

اِس موقع پر میں اُن چند مشاہیرِ عالم کی آراء کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے دیوبند کی عظمت کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

سید رشید رضا مصری کی رائے:

علامہ سید رشید رضا مصری نے کہا: ''اگر میں اِس مدرسہ کو نہ دیکھتا تو ہندوستان سے بہت غمگین واپس جاتا۔'' ایک دوسرے موقع پر کہا کہ: ''میں نے مدرسۂ دیوبند جسے ''ازہر ہند'' کا خطاب دیا جاتا ہے، ایک جدید علمی رجحان میں ترقی کرتے دیکھا، ہندوستان بھر میں میری آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک کہیں حاصل نہیں ہوئی جیسی کہ مدرسۂ دیوبند میں حاصل ہوئی اور نہ اتنی خوشی حاصل ہوئی جتنی وہاں، اِس کی وجہ صرف وہ غیرت واخلاص ہے جو میں نے اس مدرسہ کے علماء میں دیکھا۔''

ڈاکٹر راجندر پرشاد سابق صدر جمہوریہ ہند کی رائے:

ڈاکٹر راجندر پرشاد سابق صدر جمہوریہ ہند نے کہا کہ:

''آپ کے دارالعلوم نے صرف اِس ملک میں بسنے والوں ہی کی خدمت نہیں کی، بلکہ آپ نے اپنی خدمات سے اتنی شہرت حاصل کر لی ہے کہ غیر ممالک کے طلبہ بھی آپ کے یہاں آتے ہیں اور یہاں سے تعلیم پا کر جو کچھ انہوں نے یہاں سیکھا ہے اپنے ممالک میں اس کی اشاعت کرتے ہیں، یہ بات اِس ملک کے باشندوں کے لیے قابلِ فخر ہے، دارالعلوم دیوبند کے بزرگ علم کو علم کے لیے پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں، ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں، مگر کم، اُن لوگوں کی عزت بادشاہوں سے بھی زیادہ ہوا کرتی تھی، آج دارالعلوم کے بزرگ اسی طرز پر چل رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف دارالعلوم یا مسلمانوں ہی کی خدمت نہیں، بلکہ پورے ملک اور دنیا کی خدمت ہے، آج دنیا میں مادیت کے فروغ سے بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور دلوں کا اطمینان اور چین مفقود ہیں، اس کا صحیح علاج روحانیت ہے، میں دیکھتا ہوں کہ سکون واطمینان کا وہ سامان یہاں کے بزرگ دنیا کے لیے مہیا فرما رہے ہیں، اگر خدا کو اِس دنیا کو رکھنا منظور ہے تو دنیا کو بالآخر اِسی لائن پر آنا ہے۔''

(بقیہ صفحہ نمبر 8 پر)

مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

ڈیجیٹل تصویر....یا....اباحیتِ عامہ؟

دین اسلام میں صورت گری، کسی بھی شکل میں ہو، کسی بھی طریقے سے بنائی جائے، بناوٹ کے لیے جو بھی آلہ استعمال ہو، کسی بھی غرض ومقصد سے تصویر بنائی جائے، حرام ہے، اس تنوع واختلاف سے صورت گری اور تصویر سازی کے حکم میں کوئی فرق نہیں آتا، نصوص کی کثیر تعداد اور بے شمار فقہی تصریحات اس مضمون کے بیان پر مشتمل ہیں، جو اہل علم سے مخفی نہیں ہیں، ماضی قریب تک تصویر سازی کی حرمت کا مسئلہ اہل علم کے ہاں مسلم ومتفق علیہ رہا ہے اور اسے بدیہی امور میں سمجھا جاتا تھا، یعنی جس کو عرف نے تصویر کہا وہ تصویر قرار پائی۔

مگر سب سے پہلے مصر اور عرب کے بعض علماء نے اس بدیہی امر کو نظری بنانے کی طرح ڈالی، بل کہ تصویر سازی میں زمانے، آلاتِ تصویر اور اغراض ومقاصد کی تبدیلیوں کو آڑ بنا کر تصویر کی بعض جدید شکلوں کو علمی انداز سے جائز ومباح قرار دینے کی سعی نامشکور کی، اور ایک بدیہی منکر کو ایک علمی فتنہ بنا کر کھڑا کر دیا، جس کی پاداش میں عوام وخواص کے دلوں سے تصویر سازی کی حرمت وشناعت ہی رخصت ہونے لگی، ہمارے اکابر نے اس فتنے کو ''فتنۂ اباحیت'' سے تعبیر کیا ہے، **أعاذنا اللّٰہ من ذٰلک۔**

تصویر کے معاملے میں اس وقت افسوس ناک صورت حال کا سامنا ہے، بعض اہل علم نے تصویر یا تصویر سازی کی ایک جدید شکل ''ڈیجیٹل تصویر'' (Digital Photo) کو فنی مباحث کی نذر کر کے جائز بتایا ہے، اس سے دو بڑی دینی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں:

ایک خرابی یہ کہ آج تک فقہی احکام میں فنی باریکیوں یا آلاتِ ایجاد کو کبھی فقہی حکم کے لیے مدار نہیں بنایا گیا، مثال کے طور پر ''**الأذنان من الرأس**'' سے یہ استدلال تو درست قرار پاتا ہے کہ طہارت میں کانوں کا وظیفہ وہی ہوگا جو سر کا وظیفہ ہے یعنی مسح، مگر عبارت کا اس سے جو واضح اور متبادر مفہوم ہے یعنی کانوں کی جسمانی ووضعی ساخت کا سر کے ساتھ ہونا، اُسے فقہاء نے فقہی بحث سے خارج ہونے کی بنا پر قابل تعرض نہیں قرار دیا، اسی طرح علم نجوم اور فلکیات کے احوال کی دریافتگی اور بیان کا معمول قبل از اسلام سے چلا آرہا تھا، آلاتِ اصطرلاب اور رصد گاہوں کا تصور بھی کافی قدیم ہے، مگر شریعت نے فلکی حساب کے لیے فنی مباحث یا متعلقہ آلات کے استعمال، طرقِ استعمال اور برآمد ہونے والے نتائج کو درخورِ اعتنا جاننے کی بجائے محض عمومی مشاہدہ وتجربہ کو فلکی حساب کے فقہی پہلو کی بنیاد قرار دیا: ''**صوموا لرؤیتہ وأفطروا لرؤیتہ.**''

کسی بھی مسئلے کی فنی باریکیوں کی بنیاد پر فقہی تدقیقات کا یہ طرزِ عمل نیا تو ہرگز نہیں، بل کہ اس سے قبل خود کاغذی تصویر (Printed) کے بارے میں مصری اور کچھ مقامی اہل علم اس طرح کے فلسفے بتا بتا کر اپنا سا منہ لے کر ایک طرف ہو گئے تھے اور ہمارے اکابر نے ہمیشہ کاغذی تصویر کو مجسموں اور تماثیل کی طرح حرام ہی بتایا، انہوں نے فقہی حکم کی بنیاد آلات واشکال کی بدلتی صورتوں پر رکھی نہ فنی باریکیوں میں اُلجھے اور عوام الناس نے انہی کی بات کو امر شرعی کے طور پر قبول کیا، باوجود یہ کہ کاغذی تصویر اور قدیم دور کے مجسمات میں بہت بڑا فرق موجود تھا، مگر اب صورت حال کافی خطرناک حد تک مختلف ہو چکی، اس وقت جو اہل علم ''ڈیجیٹل سسٹم'' (Digital System) کے تحت تصویری عمل کی بدلی ہوئی شکلوں کو تصویر کی حرمت کے حکم سے خالی وخارج قرار دے رہے ہیں، انہوں نے اپنے فقہی موقف کی ساری بنیاد تصویر سازی کی جدید شکل کے فنی پہلوؤں پر کھڑی کر رکھی ہے، یہ لوگ ڈیجیٹل تصویر کو انسان کا صنع وعمل ماننے یا کسی شکل وصورت کی ایجاد ماننے کی بجائے نقطوں (Dots) کا مجموعہ قرار دے رہے ہیں اور اس پر فنی باریکیوں سے جواز کا فقہی حکم کشید کرنے کے دعوے دار ہیں۔

یہ طرزِ استدلال، اسلاف کے طرزِ استدلال سے زیادہ مصر کے اباحیت پسند علماء کرام کے طرزِ استدلال سے میل کھاتا ہے، اگر ہمارے معاشرے میں اس طرزِ استدلال نے جڑیں مضبوط کرلیں تو پھر کوئی بعید نہیں کہ تمام قدیم محرمات دھیرے دھیرے مباحات کی نئی فہرست بنتے چلے جائیں، کیوں کہ قریب قریب سارے محرمات کے ارتکابی طریقے، پرانے انداز اب چھوڑ چکے ہیں، سود وہ ''ربا'' نہیں ہے جو نزولِ وحی کے زمانے میں تھا، قمار کی وہ شکل معدوم ہو چکی ہے جو حرمت کا حکم نازل ہونے کے دور میں پائی جاتی تھی، شراب کشیدگی، مے نوشی کا سارا ترکیبی وفنی انداز یکسر بدل چکا ہے، بدکاری کے پرانے طریقے اور پرانے ناموں کی کلفت دم توڑ چکی ہے، اب فرینڈ شپ، متعہ، مسیار اور وقتی زواج نئے اسلامی برقع میں ملبوس ہو کر سر بازار عام ہونے جا رہے ہیں، مقام عبرت ہے کہ اگر ہم مصری ومغربی چھاننی میں منصوص وماثور احکام کو چھاننے بیٹھ گئے تو پھر قریب قریب ساری شریعت فضا میں اُڑتا ہوا بھوسہ ثابت ہو جائے گی۔ **ولاسمح اللّٰہ**

''ڈیجیٹل تصویر'' کو فنی مباحث کی نذر کرنے سے دوسری بڑی خرابی یہ پیدا ہو چکی ہے کہ ''ڈیجیٹل تصویر'' تصویر سازی کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل ہے اور اُسے تصویر سازی کی ممانعت سے مستثنیٰ قرار دینے والے حضرات بھی اس حد تک تصویر کی حرمت کے پرانے موقف کے تاحال قائل ہیں کہ یہ استثنا اسی وقت تک ہے جب تک یہ تصویر کاغذ یا کسی بھی پائے دار چیز پر پرنٹ نہ ہو، گویا ڈیجیٹل تصویر کو استثنا دینے والے حضرات بھی اپنے موقف میں تحدید کے روادار ہیں، مگر یہاں اس تحدید وتقیید پر دو اہم

سوالات اٹھ رہے ہیں، جن کو کسی طور پر نظر انداز کرنا انتہائی مشکل ہے:

پہلا سوال یہ اٹھتا ہے کہ ڈیجیٹل تصویر کو کیمرہ یا موبائل سے کاغذ پر پرنٹ (Print) کرنے کی آخر ضرورت کیا ہے؟ ایسا کون کرے گا؟ اور کیوں کرے گا؟ مجسمہ سازی، تماثیل اور تصاویر کی تاریخ تو یہ بتاتی ہے کہ اس عمل کا بنیادی مقصد یادگار اور تذکار رہتا ہے، دوسرے مقاصد ثانوی ہوتے ہیں، اس بنیادی مقصد کے حصول کے لیے ہر دور میں اچھی سے اچھی شکل اور پائے دار سے پائے دار انداز اختیار کیا جاتا رہا ہے، چنانچہ ہر دور میں تصویر گری کے آلات کی جدّت وندرت اس پر شاہدِ عدل ہے، ڈیجیٹل تصویر کے جواز کے لیے جو حد مقرر کی گئی ہے، اس کے بارے میں کوئی عقل مند انسان خواہ وہ جاہل ہو یا عالم ہو، یہ سوچے اور بتائے کہ آیا فی زمانہ اس قید وحد بندی کا کوئی فائدہ، کوئی ضرورت یا کوئی اہمیت ہے؟ کیوں کہ موجودہ دور میں تصویر سازی اور منظر بندی کے لیے پرنٹ کا سہارا لینا، یا مجسمہ سازی اور تماثیل کی طرف پلٹ کر جانا ہمارے جدت پسندوں کی رائے اور زبان میں دقیانوسی کی بدترین مثال بن سکتی ہے، کیوں کہ بولتی، تھرکتی اور چلتی پھرتی تصویروں کے ذریعے اچھی، عمدہ اور شفاف منظر بندی کو چھوڑ کر کاغذ کے پرنٹ کا تکلف کر کے کون نادان مفت میں گناہ گار بننے کی راہ اختیار کرے گا، جب اس ''تکلف'' کی خارج میں کوئی حقیقت نہیں تو بھلا اس قید کے ساتھ ڈیجیٹل کے استثنائی جواز کو مقید کرنے کا تکلف چہ معنی وچہ حیثیت دارد؟ بس سیدھا ارشاد صادر ہو کہ ہر کہ ''ناروا'' بود ''روا'' شد!

دوسرا سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن اہل علم کی طرف سے ڈیجیٹل تصویر کا محدود ومقید جو بھی فقہی حکم بتایا گیا تھا، اس کے نتیجے میں عوام وخواص کی ہر مجلس ومحفل میں تصویر سازی، تصویر نمائی اور تصویروں کی تبادلاتی ریل پیل عام ہے اور مزید عام ہوتی جا رہی ہے، اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ یہ کس ضرورتِ شدیدہ کی بنا پر ہو رہا ہے؟ بعض لوگ مختلف دینی یا زمانی ضرورتوں کی بنا پر تصویر کو جائز قرار دیتے ہیں، جو کہ مستقل موضوع ہے، اُسے کسی مستقل نشست میں سمجھنے کی کوشش کریں گے، یہاں صرف یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ آیا ڈیجیٹل تصویر کا جواز بتانا اتنا ناگزیر تھا کہ اگر اس موقع پر اپنی رائے کو عام نہ کیا جاتا تو کسی بڑے شرعی مفسدے کا خطرہ تھا؟ آخر ہمارے اہل علم کو ایسا کون سا دینی، علمی اور فقہی اقتضا درپیش تھا جس کے تحت ڈیجیٹل تصویر کو جائز قرار دیا گیا اور اس کے نتیجے میں اب ہر ہاتھ میں کیمرہ نظر آتا ہے اور ہر مجلس میں تصویر سازی کا عمل رائج ہے؟! اور یہ عمل بے دریغ ہو رہا ہے، مجوزین کی طرف سے بیان کردہ ضرورت' اپنی حدود وقیود سے کہیں آگے بڑھ چکی ہے اور تفریح، لہو ولعب اور فیشن کے طور پر تصویر سازی ہو رہی ہے، اسے لغویات کہیں گے یا کارِ ثواب؟

(بقیہ صفحہ نمبر 12 پر)

انعام الحق اسامہ، مانسہرہ

رؤیتِ خلف کا معجزہ......احادیث کی روشنی میں!

اِس میں کوئی دورائے نہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تمام انبیاء کرام اور رسولانِ عظام کے اوصاف، محاسن، فضائل وشمائل اور کمالات ومعجزات کا بھرپور مجموعہ اور حسین مرقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی سنت مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے جو نہ صرف تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے مجموعہ تھے، بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر تھے۔ جیسے: شق قمر، کنکریوں کا بول پڑنا، انگلیوں سے چشمے جاری ہونا وغیرہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک ''رؤیتِ خلف'' یعنی پشت کی جانب دیکھنے کا معجزہ بھی ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کی جانب دیکھ سکتے تھے، بالکل اِسی طرح پشت کی جانب بھی دیکھ سکتے تھے۔ اِس معجزے کے بارے میں بکثرت روایات وارِد ہوئی ہیں جو سند کے اعتبار سے صحیح تسلیم کی گئی ہیں۔ کتبِ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس معجزے مبارک کا ذکر مختلف الفاظ سے آیا ہے: مثلاً:

۱)......إِنِّی لَأَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِی. [بخاری، رقم: ۶۶۴۴......مسلم: ۴۲۵]

۲)......فَإِنِّی أَرَاکُمْ أَمَامِی وَمِنْ خَلْفِی. [مسلم: ۴۲۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۶۷۱]

۳)......فَوَاللَّهِ لَأَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِی. [مسلم: ۹۵۲]

۴)......وَاللَّهِ إِنِّی لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِی کَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ. [مسلم: ۹۵۰]

۵)......إِنِّی لَأَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی. [بخاری: ۹۵۱]

۶)......إِنِّی لَأَرَاکُمْ من ورائی کَمَا أَرَاکُم.... [بخاری: ۴۱۹]

۷)......فَإِنِّی أَرَاکُمْ خَلْفَ ظَهْرِی. [بخاری: ۷۱۸۔ مسلم: ۴۳۴]

سب کا واحد مفہوم یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ: خدا کی قسم! میں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں ایسے ہی تمہیں اپنی پشت کی جانب سے بھی دیکھتا ہوں۔ بخاری ومسلم کے علاوہ حدیث کی مختلف کتب میں یہ روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ بخاری ومسلم کی ایک ایک روایت بطورِ برکت پیش خدمت ہے:

''حدثنی إسحاق، أخبرنا حبّان، حدثنا همام، حدثنا قتادة، حدثنا أنس بن مالکؓ أنه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول: اتم الرکوع والسجود، فوالذی نفسی بیده إنی لأراکم من بعد ظهری، إذا ما رکعتم وإذا ما سجدتم.''[بخاری،باب کیف کانت یمین النبیﷺ]

''حدثنا شیبان بن فروخ، حدثنا عبدالوارث عن عبدالعزیز وهو ابن صهیب عن أنسؓ قال رسول اللهﷺ: اتم الصفوف، فإنی أراکم خلف ظهری.''[مسلم:۴۳۴]

حضرت مولانا مفتی ارشاد قاسمی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں یہ بات تھی کہ آپ پیچھے کی چیزوں کو بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے کی جانب دیکھتے تھے۔حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ: جس طرح آپ سامنے دیکھتے تھے اِسی طرح صفوں کے پیچھے بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔یہ آپ کا معجزہ تھا۔''[شمائلِ کبریٰ: جلد۳،حصہ۳۲/۵]

رہا یہ سوال کہ رؤیتِ خلف سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ: وحی یا الہام کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلف کا مشاہدہ فرما لیتے تھے۔ (اِس قول کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے رد کیا ہے۔کیونکہ اِس میں پس پشت کی تعیین ہے۔اگر الہام یا وحی کا واسطہ ہوتو اِس تعیین کی ضرورت نہیں۔)......بعض کے نزدیک آپ اَندازے سے خَلف کا مشاہدہ فرماتے تھے اور یہ بات بعید از قیاس ہے کہ انبیاء کا اندازہ غلط ہوسکتا ہے۔......بعض کے نزدیک اِس رؤیت سے مراد رؤیت حقیقی ہے کہ جس طرح آپ سامنے کی آنکھوں سے دیکھتے تھے، اِسی طرح آپ کی پشت مبارک پر بھی دو آنکھیں تھیں، جن سے دیکھنے میں نہ کوئی کپڑا مانع تھا نہ کوئی اور چیز۔......جمہور کے نزدیک اِس رؤیت سے مراد خَلف کا مشاہدہ ہے، کہ آپ کو خلف کا مشاہدہ اتنا صحیح طور پر ہوتا تھا جتنا کہ سامنے کا مشاہدہ ہوتا تھا...... بعض محدثین کے نزدیک سامنے کی آنکھوں سے ہی خَلف کا مشاہدہ بھی ہوتا تھا۔

بہرحال رؤیت کی کوئی بھی صورت ہو، یہ بات مسلّم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤیتِ خلف کا معجزہ عطا کیا گیا تھا۔اِسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اِسے ''باب علامات النبوة'' میں درج فرمایا ہے۔ لہٰذا اِس سے اِنکار درست نہیں۔واللہ اعلم

وہ پیچھے سے بھی اپنے دیکھتے تھے جیسے آگے سے
اندھیرے میں بھی آتا تھا نظر مانند اُجالے کے

[عارف مضطر،کوثر:۵۸]

☆......☆......☆......☆

مولانا مجیب الرحمٰن، ڈیرہ اسماعیل خان قسط:۱

حدیث کلاب حوأب کا مصداق اور قاضی طاہر علی کی تحقیق پر ایک نظر

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا سيد المرسلين وعلىٰ آلهٖ وصحبهٖ أجمعين وعلى من تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين. أمابعد:

اس جدید دور میں محققین دنیا نئی نئی تحقیقات اور ریسرچ میں مصروف ہیں۔ ایسے محققین نے جس طرح دنیاوی چیزوں میں جدید تحقیق شروع کی، دینی احکام اور معلومات کو بھی اپنی تحقیق کے لیے تختہ مشق بنایا، تحقیق اور ریسرچ سے کوئی منع نہیں کرتا، یہ بری چیز نہیں، اچھی چیز ہے، مگر اِس تحقیق میں اتنا آگے چلا جانا کہ اسلاف صالحین اور محدثین، متکلمین اور مفسرین وغیرہم رحمہم اللہ کی تحقیقات میں غلطی نکالنا اور اُن کے بیان کردہ نظریات پر نکتہ چینی اسلاف بیزاری کی خطرناک سڑک ہے، اِس سڑک پر سب سے پہلے منافقین اور عبداللہ بن سبا کا گروہ چلا اور اُنہی نے اِس سڑک کو شاہراہ بنایا، پھر اُن کے پیچھے خوارج، معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ گروہ چلے۔ اہل سنت نہ اِس راہ پر چلے، نہ اِس راہ پر چلنے والوں کی تائید کی، بلکہ چلنے والے لوگوں کو اِس راہ سے ہٹانے کی خوب کوشش کی، چلنے والوں کے شبہات دور کرنے کی محنت کر کے سیدھی راہ پر چلنے کی ترغیب دی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی ہدایات یہی تھیں۔

فانهٗ من يعش منكم بعدى، فسيرىٰ اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، تمسكوابها، وعضواعليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كلَّ محدثة بدعة، وكلَّ بدعةٍ ضلالة. بیشک تم میں سے جو میرے بعد زندگی گذارے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ تو تم پر لازم ہے میرے راستہ پر اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے راستہ پر چلنا، اس کو مضبوطی سے پکڑو! اور اس کو دانتوں سے خوب پکڑ لو، اور نئی باتوں سے بچو! کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

أصحابى كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم. میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مثل ہیں، ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے صحیح راہ پر چلتے رہو گے۔

اقتدوابالذين من بعدى أبى بكروعمر. میرے بعد جو دو حضرات ہوں گے یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے چلتے رہنا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: **من استنَّ منکم فلیستنِّ بمن قدماتَ، فانَّ الحیَّ لاتؤمن علیه الفتنة، أولائک أصحاب محمد ﷺ.** تم میں سے جو شخص کسی راہ پر چلنا چاہے تو وہ فوت شدہ اکابرین کے راستے پر چلے کیوں کہ زندہ شخص سے متعلق فتنہ سے امن نہیں، وہ (جن کے راستہ پر چلنے کا کہہ رہا ہوں) نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

اسلاف کو برا کہنے اور تنقید کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ **لاتسُبُّوا أصحابی، فواالله لو انَّ أحدکم إن أنفق مثل أُحد ذهبًا مابلغ مُد أحدهم ولانصیفهٗ.** میرے صحابہ کی برائی نہ کرنا، اللہ کی قسم اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کردے وہ ان حضرات کے ایک مد یا آدھا مد خرچ کرنے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکے گا۔

إذارأیتم الذین یسبون أصحابی، فقولوا: لعنة الله علٰی شرکم. جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی برائی کریں کہو: اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

اِن احادیث میں بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ہدایات ہیں، مگر یہ مطلب نہیں کہ ہمارے اسلاف جن پر تنقید درست نہیں وہ صرف صحابہ کرام ہیں بلکہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہم ہم سے پہلے گذرنے والے اہل حق ہمارے اسلاف ہیں۔

إذا فعلت أمتی خمسة عشرة خصلةً حل بها البلاء: إذاکان المغنم دُولًا، والأمانة مغنمًا، والزکوة مغرمًا، وأطاع الرجل زوجته، وعق أمه، وبر صدیقه، وجفا أباه، وارتفعت الأصوات فی المساجد، وکان زعیم القوم أرذلهم، وأُکرِم الرجل مخافةَ شرهٖ، وشربت الخمور، ولبس الحریر، واتخذت القینات والمعازف، ولَعَنَ آخِرهٰذه الأمة أولها، فلیرتقبوا عند ذلک ریحًا حمراءَ أوخسفًا أو مسخًا[الجامع الصغیر: ۷۷۴.ت عن علیؓ] جب میری امت پندرہ کام کرے گی اُن پر مصائب اتریں گے: جب مشترک مال (چند لوگوں میں) گھومنے لگے گا اور امانت غنیمت سمجھ لی جائے گی اور زکوۃ تاوان سمجھی جائے گی اور آدمی اپنی بیوی کا کہامان کرماں کوستائے گا، دوست سے حسن سلوک اور باپ سے بدسلوکی کرے گا، اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہوں گی، اور قوم کا سردار گھٹیا ترین آدمی ہوگا، اور آدمی کی عزت اس کے شر کے ڈر سے کی جائے گی اور شرابیں پی جائیں گی، اور ریشم پہنا جائے گا، اور گانے والی عورتیں اور گانے باجے کے آلات رکھے جائیں گے اور اس امت کے بعد والے پہلے والوں پر لعنتیں کریں گے۔ تب سرخ آندھیوں یا زمین میں دھنسنے یا شکلیں بدلنے کا انتظار کرو!

اِس حدیث میں اَسلاف میں پہلے سب اہل حق اکابرین کا ذکر آیا اور اُن پر لعنتوں

اور تنقید پر مختلف قسم کے عذاب آنے کی وعید ذکر ہوئی ہے، اِس لیے اَخلاف کے لیے اَسلاف پر تنقید اور اُن کو برا کہنا جائز نہیں ہے، ائمہ مجتہدین سے اختلاف کرنا گو جائز ہو مگر اِس کے لیے اُن کا ہم پلہ ہونا تو اِنصاف کی بات ہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اختلاف کرنا تو کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔ جیسے غیر مقلدوں نے یہ رسم نکالی ہے کہ صحابہ کرام کے اِجماعی مسائل وعقائد تک سے متعلق یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ: اُن کی بات بھی قرآن وسنت کے خلاف ہوسکتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ إلا باللہ.

یہ درست ہے کہ صحابہ کرام فرداً فرداً معصوم نہیں ہیں اور ان کو فرداً فرداً معصوم سمجھنا اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے کہ اہل سنت کے نزدیک معصوم صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، مگر بطورِ جماعت صحابہ کرام معصوم ہیں یعنی جس عقیدے اور مسئلہ میں اُن کا عملی یا قولی یا تقریری اجماع ہو، اُس کے خلاف کرنا اور اُس کو قرآن وسنت کے خلاف کہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

بات ذرا لمبی ہوگئی مگر مفید ہے، بالخصوص جس غرض کے لیے قلم اُٹھایا وہ یہ ہے کہ ایسے نئے محققین میں سے ایک شخصیت پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی صاحب کی بھی ہے، اُن کی کئی کتابیں ایک ساتھی کے ذریعہ مطالعہ کو ملیں، اُن کی تحریر سے اُن کا جو جذبہ معلوم ہوتا ہے یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی بھی شخصیت کے خلاف لکھی جانے والی تحریر کے خلاف قلم اُٹھا کر صحابہ کے خلاف اٹھنے والے اعتراض کا خاتمہ کردینا، یہ بہت اچھا جذبہ ہے، اِس کی قدر کی جانی چاہیے، مگر اِس جذبہ کے نتیجہ میں اُن کے قلم میں جو سختی اور بے اعتدالی آگئی ہے اُس کی اصلاح ضروری معلوم ہوتی ہے، ٹھیک ہے کہ قاضی صاحب بڑے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، مگر اِس کا معنی یہ تو نہیں کہ وہ اِس گھمنڈ میں آجائیں کہ سارا علم اور بزرگی تو ہمارے گھر ہے اور جو بھی ہماری رائے کے خلاف رائے رکھے اُس کے خلاف قلم اُٹھا کر اُس کی رائے پر یوں تنقید شروع کردینا کہ اُس تنقید کو دیکھ کر شیعوں اور دیگر دشمنانِ صحابہ کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ: جی! اگر ہم صحابہ کرام کے گستاخ ہیں تو تمہارے مولوی، عالم بھی گستاخ ہیں، اہل بدعت اور غیر مقلد بھی وہ کتاب لے کر علماء دیوبند کے خلاف طوفان بدتمیزی کھڑا کردیں کہ: تمہارے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ فلاں دیوبندی عالم نے فلاں صحابی کی گستاخی کی ہے۔ أستغفر اللہ. یہ طرز انتہائی خطرناک ہے۔

لیکن قاضی طاہر صاحب کا قلم اِسی طرز پر چلتا نظر آتا ہے، اُنہوں نے اپنی کتابوں میں قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم وغیرہما کے خلاف انتہائی سخت قلم چلایا اور سخت بدگمانیاں کی ہیں، ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے کسی شیعہ یا بدعتی کے خلاف لکھ رہے ہوں۔ حالانکہ چاہیے یہ کہ اگر اِن اکابر کی تحریرات میں کوئی سہو یا تسامح نظر آئے

بھی تو اُس کی بابت اِن سے اپنی تشفی کرلیں۔یا کم از کم مناسب اور سنجیدہ انداز میں اُس کی نشاندہی کریں۔ لیکن اِن حضرات کو گستاخانِ صحابہ کی فہرست میں تو درج نہ کریں۔ یہ تو دیانت انصاف کا گلا گھونٹنے، اخلاقیات کا جنازہ نکالنے اور نوجوان نسل کو صحابہ کرام کے حقیقی وارثان سے بدظن کرنے کے مترادف ہے۔ اور اِس طرح کی تحریرات کے بارے میں یہ بھی خدشہ ہے کہ مختلف ایجنسیاں اور دین وملک کی دشمن لابیاں اِس قسم کی تحریرات کو علمائے دیوبند کے خلاف مہم اور اُن سے اعتماد ختم کرانے کی عالمی سازش میں بطورِ آلہ استعمال کریں گی۔قاضی طاہر ہاشمی صاحب موصوف نے اپنی تحریرات میں علماء واکابر سے بدگمانی کا جو درس وسبق دیا ہے، اس سے ہمیں یہی وہم ہونے لگا ہے کہ خدانخواستہ قاضی صاحب موصوف جانے یا انجانے میں کسی نادیدہ طاقت کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔اللہ کرے ہمارا یہ خیال غلط ہو۔

قاضی صاحب اِس بات پر مصر ہیں کہ کئی باتوں میں یہ اکابر ضرور غلطی پر ہیں۔اور وہ اِن حضرات کی تحقیق پر اعتماد نہیں کرتے۔اتنی بات میں تو ہم بھی قاضی صاحب کے خیال سے متفق ہیں کہ اکابر وعلماء کو ہر بات پوری تحقیق اور اطمینان کے بعد نہایت ذمہ داری سے لکھنی اور کہنی چاہیے۔کیونکہ عوام کالانعام ان پر اعتماد کر کے ان کی ہر بات کو من وعن قبول کر لیتے ہیں۔لیکن اِس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہمارے اکابر واسلاف علماءِ حق کے علم، مطالعہ اور تحقیق میں کوئی کمی تھی، یا تقویٰ ودیانت کا اُن میں فقدان تھا، یا اُن کو احساسِ ذمہ داری نہیں تھا، یا وہ کسی کے ہاتھوں استعمال ہو گئے۔حاشا وکلا، ایسا ہر گز نہیں۔ بلکہ بہت سی باتوں پر قاضی صاحب موصوف کا اپنا اصرار غلط معلوم ہوتا ہے جن میں وہ اکابر کو غلط ثابت کرنے پر بضد ہیں۔

مثلاً: حدیث کلاب حوأب کے بارے میں قاضی صاحب نے ایک نہیں دو کتابیں لکھ ماریں، نامعلوم اُن کے پاس وقت اور پیسہ فالتو ہے؟ اگر قدرت نے اُن کو فرصت، صلاحیت اور وسائل کی دولت سے مالا مال کیا ہے تو اُن کو چاہیے کہ ابطالِ باطل کے لیے کتابیں تحریر کریں۔اسلام مسلمانوں اور بالخصوص اہل سنت پر ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے والوں کو جواب دیں، یا دیگر دینی ورفاہی خدمات میں حصہ لیں۔دفاعِ صحابہ کی آڑ میں عوام الناس کو اہل حق سے بدگمان کرنے کی روش کسی طرح درست نہیں۔

اگر اہل حق اکابر میں سے کسی کی کوئی بات آپ کو سمجھ نہ آئے یا سہو معلوم ہو تو اس کی بابت براہِ راست بالمشافہ یا بذریعہ خط وکتابت رابطہ کرلیں۔لیکن اس میں بھی یہ خیال رکھیں کہ لمبے چوڑے خطوط سے اُن کا وقت ضائع نہ ہو۔مختصر جامع مانع اور مقصد کی بات درج کرنی چاہیے۔راقم ایک چھوٹا سا مدرس ہے، میرا وقت بھی اتنا فارغ نہیں ہے۔مگر اِس خیال سے قلم اُٹھالیا کہ شاید قاضی صاحب تک اپنی معلومات پہنچانے سے اِصلاح ہو جائے۔

روایات کے ردوقبول میں قاضی کا طرزِعمل یہ ہے کہ وہ احادیث اور اُن کے ردوقبول کے مسلمہ اُصولوں کے بجائے اپنے فہم ودرایت کے پیچھے چلتے ہیں، اسی لیے کسی بھی روایت کو رد کرنے کے لیے جتنا تبصرہ عقل ودرایت کی صورت میں کرتے ہیں اتنا سند واسلاف کی تحقیق کی صورت میں نہیں کرتے۔ حالانکہ ہماری عقل اور درایت ہے ہی کتنی کہ روایت کی صحت وضعف کے لیے اپنی عقل ودرایت کو معیار بنائیں؟ اِس سے تو خدشہ ہے کہ عقل پرستی کا ہیضہ ہوجائے گا۔ جیسے معتزلہ کو یہ بیماری لگی تھی کہ احکام شریعت میں اپنی عقل کو فیصل تک مان لیا تھا۔اس لیے جو عقل نہ مانتی اُس کا انکار کردیتے۔ اِس میں شک نہیں کہ عقل ودرایت سے کام لینے اور اِس سے روایت کی حقیقت جاننے کا ایک درجہ ہے، مگر فقط درایت سے روایت کی جانچ درست نہیں ہے۔ بہر حال اَسلاف کی تحقیقات کو سامنے رکھنا اور روایات کے بارے اُن کے نظریے اور فیصلے کو دیکھنا بھی شدید ہی نہیں اشد ضروری ہے، ورنہ تو منکرین حدیث بھی احادیث ِطیبہ کو عقل سے ہی پرکھتے ہیں،قرآن پر پرکھنا تو محض نام کا ہے۔

''علامہ'' حبیب الرحمٰن کاندھلوی کے نظریات:

ضمناً عرض کردوں کہ قاضی صاحب ایک معتزلی ومنکرین حدیث کے مزاج کے شخص حبیب الرحمٰن لدھیانوی پر بھی اعتماد رکھتے ہیں، اس لیے اُن کو''علامہ'' کہہ کر ذکر کرتے ہیں [عقیدہ امامت اورخلافت راشدہ] یہ کاندھلوی صاحب تو ایصال ثواب وغیرہ جیسے اہل سنت کے عقائد کے بھی منکر ہیں، اِس کے خلاف انہوں نے ایک کتاب''عقیدہ ایصال ثواب قرآن کریم کی روشنی میں''،لکھی،جس کو کیپٹن مسعودعثمانی کی جماعت نے ہاتھوں ہاتھ لیا،کاندھلوی صاحب اس کتاب میں لکھتے ہیں:

''احادیث جتنی ہیں وہ سب ظنی ہیں۔'' [۱۰،۱۱]

''اُصولی معاملات اورعقائد کے سلسلہ میں ہدایت کے لیے قرآن کافی ہے،اِس کے لیے روایات کے سہاروں کی ضرورت نہیں ہے۔'' [ایضاً]

ان کی کتاب''مذہبی داستانیں'' اتنی معتبر کتاب نہیں جتنی قاضی صاحب سمجھے ہوئے ہیں۔ کاندھلوی صاحب اپنے آپ کو فاضل دارالعلوم دیوبند کہتے تھے۔مگر محض فاضل دیوبند ہونا تو کوئی معیار نہیں۔ ورنہ مولانا ثناءاللہ امرتسری بھی تو فاضل دیوبند تھے تو کیا وہ معیار ہیں؟

حدیث کلاب حوأب کی تحقیق:

بہرحال قاضی محمد طاہر علی صاحب ہاشمی نے کئی احادیث کو اپنی من مانی تحقیق کا نشانہ بنایا ہے۔ اُن میں سے ایک حدیث کلاب حوأب ہے، میں ایک ناقص العقل آدمی ہوں۔ اِس لیے قاضی صاحب کی

طرح اُن کی عقلی ودرایتی باتوں پر لمبا چوڑا تبصرہ نہیں کروں گا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے فضل ومدد اور اپنے اسلافِ اہل سنت کی برکت سے جتنا مناسبِ حال ہوگا، ذکر کرتا چلا جاؤں گا۔ اِن شاء اللہ۔

قاضی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ:

قاضی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)......جن کتابوں میں یہ حدیث ہے اکثر کا مأخذ مسند احمد ہی ہے، وہ اتنی معتبر کتاب نہیں ہے۔

(۲)...... یہ حدیث خبر واحد غریب ہے۔

(۳)......اس کے راوی قیس بن ابی حازم میں اوصاف مردودیت موجود ہیں، ضعیف، منکر الحدیث، ساقط الحدیث ہے، اور جس راوی میں اوصاف مردودیت ہوں اس کی حدیث متروک العمل ہوگی۔

(۴)......محدثین نے حدیث حوأب کی صحت میں بھی کلام کیا ہے۔

(۵)......حدیث کا دوسرا مأخذ مستدرک حاکم ہے، اس کے راوی بھی قیس ہیں اور حاکم شیعہ ہے۔

(۶)......طبری میں یہ روایت بصورتِ افسانہ صفوان بن قبیصہ احمسی نے عرنی سے بیان کی ہے وغیرہ، اس کے راوی اسماعیل بن موسیٰ، عابس الازرق، ابوخطاب ہجری، صفوان بن قبیصہ احمسی، عرنی ضعیف، مجہول، وغیرہ ہیں۔

(۷)...... بالفرض روایت صحیح ہو تو اس کا مصداق ام زمل بنت ام قرفہ سلمی ہے۔

اَب اِس بارے میں اصل حقائق ملاحظہ ہوں!

حدیث کے مأخذ اور راوی:

قاضی صاحب نے تین مأخذ بیان کیے ہیں:۱) مسند احمد، ۲) مستدرک حاکم، اور ۳) تاریخ طبری۔ یہ بات قاضی صاحب کے قلتِ مطالعہ کی چغلی کھا رہی ہے۔ کیونکہ حدیث کلاب حوأب کے مأخذ صرف یہ تین کتابیں نہیں ہیں، طبری بھی اصل مأخذ ہرگز نہیں ہوسکتی کیوں کہ تاریخ طبری اصل میں حدیث کی کتاب نہیں ہے، حدیث کا مأخذ حدیث کی کتابیں ہوتی ہیں۔ اس حدیث کا مأخذ درجِ ذیل کتب حدیث ہیں:

(۱) مسند اسحاق بن راہویہ......(۲) مصنف ابن ابی شیبہ......(۳) الفتن نعیم بن حماد......(۴) مسند احمد......(۵) مسند ابویعلی......(۶) صحیح ابن حبان......(۷) معجم اوسط طبرانی......(۸) مستدرک حاکم ......(۹) الاحادیث المختارۃ ضیاء مقدسی......(۱۰) مسند بزار......(۱۱) بیہقی دلائل النبوۃ......(۱۲) غریب الحدیث ابراہیم بن اسحاق الحربی......(۱۳) شرح مشکل الاثار امام طحاوی وغیرہ......اب ان مأخذ کا بھی کچھ تعارف کرانا پڑے گا۔ کیوں کہ لگتا ہے جیسے قاضی صاحب پر منکرین حدیث کا کچھ اثر ہو رہا ہو۔

امام ابن ابی شیبہؒ:

نام عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ العبسی کوفی رحمہ اللہ ہے، امام سفیان بن عیینہ، اعمش، وکیع، ابراہیم بن اسماعیل ابن علیہ وغیرہم رحمہم اللہ کے شاگرد ہیں اور امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوبکر بن ابی عاصم، بغوی، وغیرہم رحمہم اللہ کے استاذ ہیں۔ سنہ ۲۳۵ھ کو فوت ہوئے۔

امام ابن ابی شیبہ کوفی ہیں۔ اور قاضی صاحب کو کوفی محدثین سے الرجی ہے۔ لیکن قاضی صاحب سے گذارش ہے کہ وہ اِس الرجی پر صبر کریں اور کوفیوں سے بیزار نہ ہوں۔ ورنہ فقہ حنفی اور امام عاصم کی قرأت والے قرآنوں سے بھی بیزار ہو جائیں۔ یہ خوامخواہ کی غلط فہمی ہے کہ غیر مقلدوں کی طرح کوفی راویوں سے کنارہ کشی کریں۔ بڑے بڑے اصحاب علم صحابہ رضی اللہ عنہم کوفہ میں آ گئے تھے اور ان کے شاگرد کوفی تھے، لہٰذا ہر کوفی کو قابل رد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ امام ابن ابی شیبہ کی مصنف ابن ابی شیبہ متعدد مطابع سے شائع ہوئی ہے، پاکستان میں طیب اکیڈمی ملتان نے اور مکتبہ امدادیہ نے شائع کی۔ راقم کے پاس طیب اکیڈمی کی مصنف نو جلدوں میں ہے۔ ریاض سعودیہ سے مکتبۃ الرشد نے سات جلدوں میں شائع کی ہے۔

امام ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ:

امام ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بغدادی بہت بڑے محدث ہیں، سنہ ۱۹۸ھ کو پیدائش ہوئی، سنہ ۲۸۵ھ کو وفات پائی۔ امام احمد، ابونعیم، مسدد، علی بن الجعد، ابن ابی شیبہ وغیرہم جیسے محدثین کے شاگرد ہیں اور بڑے بڑے محدثین ابن صاعد، ابوبکر قطیعی، ابوبکر شافعی وغیرہم رحمہم اللہ کے استاذ ہیں، امام ذہبی ان کو الإمام، الحافظ، شیخ الاسلام کہتے ہیں۔ ان کی کتاب غریب الحدیث ہے، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے سنہ ۱۴۰۵ھ کو تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے، کتاب کے نام میں لفظ غریب سے دھوکہ نہ لگے کہ انہوں نے اس میں غریب حدیثیں لکھی ہیں یعنی جن کی صرف ایک سند ہوتی ہے، بلکہ اپنی سند سے احادیث تحریر کرتے ہوئے مشکل الفاظ کے معانی بتاتے ہیں، اِس لیے اس کو غریب الحدیث کا نام دیا یعنی حدیث کے مشکل الفاظ (کا حل)۔

امام اسحاق بن راہویہؒ:

یہ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم حنظلی مروزی خراسانی رحمہ اللہ ہیں، سنہ ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے، امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہم رحمہم اللہ کے استاذ ہیں، سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق بن ہمام، فضل بن دکین، وکیع بن جراح، عبداللہ بن مبارک، وغیرہم کے شاگرد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق دو صفحہ کا ترجمہ ہے، کسی محدث نے ان پر کلام نہیں کیا، امام اسحاق نے

مسند تحریر فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ پایا گیا، مدینہ منورہ مکتبۃ الایمان سے سنہ ۱۴۱۲ھ کو پانچ جلد اور دار الکتاب العربی سے سنہ ۲۰۰۲ء، ۱۴۲۳ھ کو ایک جلد شائع ہوئی۔

امام نعیم بن حماد بن معاویہ بن الحارث مروزیؒ:

امام نعیم بن حماد خزاعی مروزی مصری سنہ ۲۲۸ھ کو فوت ہوئے، امام عبد اللہ بن مبارک اور ہشیم، سفیان بن عیینہ وغیرہ کے شاگردوں میں سے ہیں، ان کے شاگردوں میں سے امام بخاری ہیں، امام ذہبی نے الإمام الشهیر سے ذکر کیا ہے، کئی محدثین نے ان کی ثقاہت کو بیان کیا، بعض نے جرح بھی کی ہے، مگر بالکل گئے گذرے محدث نہیں ہیں، اپنے دور کے فتنوں نے بھی ان کو مجروح کیا ہے، ان کی کتاب الفتن مکتبۃ التوحید قاہرہ سے دو جلد میں سنہ ۱۴۱۲ھ کو شائع ہوئی۔

امام ضیاء الدین المقدسیؒ:

یہ ابوعبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمٰن السعدی المقدسی دمشقی صالحی حنبلی ہیں، سنہ ۵۶۹ھ کو پیدا ہوئے، سنہ ۶۴۳ھ کو فوت ہوئے، امام ذہبی ان کو الفقیه الحافظ لکھتے ہیں، سب محدثین نے ان کی بہت تعریف کی ہے، اگرچہ یہ زمانہ کے اعتبار سے مؤخر ہیں، مگر ان کا مقام اتنا ہے کہ محدثین نے ان کی تحقیق پر اعتماد کیا ہے، انہوں نے احادیث صحیحہ پر کتاب الأحادیث المختارة یا المستخرج من الأحادیث المختارة ممالم یخرجه البخاری ومسلم فی صحیحهما لکھی۔ یہ تیرہ (۱۳) جلدوں میں دار خضر بیروت لبنان سے طبع ہوئی ہے، بخاری مسلم کی احادیث کی طرح کی صحیح احادیث اپنی سند سے درج کی ہیں۔

امام ابن حبان بستیؒ:

یہ امام ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد تمیمی بستی ہیں سنہ ۳۵۴ھ کو فوت ہوئے، امام نسائی، ابویعلیٰ موصلی، ابن خزیمہ وغیرہم رحمہم اللہ کے شاگرد اور امام حاکم اور ابوعبد اللہ بن مندہ کئی محدثین کے استاذ ہیں، ان کے استاذ امام ابن خزیمہ نے اپنے علم کے مطابق احادیث صحیحہ کا ایک ذخیرہ اکٹھا کرنے کے لئے کتاب لکھی جو الصحیح لابن خزیمة سے مشہور ہے، شاگرد نے بھی استاذ کی اتباع میں صحیح احادیث کے جمع کرنے کے لئے کتاب لکھی جو صحیح ابن حبان سے مشہور ہے، اس کتاب کا نام التقاسیم والأنواع بھی ذکر ہوتا ہے اور المسند الصحیح بھی ذکر کیا جاتا ہے، امام علاء الدین علی بن بلبان مصری حنفی (م ۷۳۹ھ) نے کتاب کو ابواب کی ترتیب پر تحریر کیا ہے جس کا نام الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ہے، یہ استاذ اور شاگرد اپنی ان کتابوں میں جو احادیث ذکر کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صحیح ہیں۔

امام احمد بن عمرو بزارؒ:

یہ امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البـــزار ہیں، سنہ ۲۱۵ھ کو پیدا ہوئے، سنہ ۲۹۲ھ کو فوت ہوئے۔ امام ہدبہ بن خالد، عبدالاعلی بن حماد، حسن بن علی بن راشد وغیرہم کے شاگرد اور امام ابوالشیخ، ابوبکر ختلی، عبدالباقی بن قانع وغیرہم جیسے محدثین کے استاذ ہیں، انہوں نے اپنی احادیث کا مجموعہ لکھا، جس کا نام البحرالزخار ہے، مسندالبزار کے نام سے مشہور ہے۔

امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانیؒ:

یہ امام احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال شیبانی مروزی بغدادی رحمہ اللہ ہیں، سنہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے، چار بڑے ائمہ فقہاء میں سے ایک ہیں، امام سفیان بن عیینہ، ہشیم وغیرہما بڑے محدثین ان کے استاذ ہیں، اور بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، بغوی وغیرہ ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کے متعلق زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں، ان کی بہت سے کتابوں میں سے اس حدیث کا مأخذ مسند ہے، مسند امام احمد کا بہت سا حصہ امام احمد بن حنبل کا اپنا ہی ہے، مسند احمد کی ترتیب کے دوران وفات ہوئی تو ان کے بیٹے امام عبداللہ بن احمد اور ابوبکر قطیعی نے مسند میں کچھ اضافے کیے، محققین کا کہنا ہے کہ اس میں درج امام احمد کی مرویات میں ضعف نہیں ہے، ان کے بیٹے اور شاگرد نے جو حصہ درج کیا اس میں ضعیف روایات شامل ہوگئیں، مگر وہ امام احمد کی مرویات نہیں ہیں بلکہ بیٹے اور شاگرد نے اپنے مشائخ سے منقول روایات درج کیں، علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب القـول المسددفی الذب عن مسندالإمام أحمد میں ان روایات پر بحث فرمائی ہے، مگر حدیث کلاب حوأب کو ان میں درج نہیں فرمایا۔

امام حاکم نیشاپوریؒ:

یہ امام محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ الـضبـی نیشاپوری ہیں، نیشاپور میں سنہ ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۴۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ امام ابوبکر نجاد، وغیرہ اساتذہ میں ہیں، امام دارقطنی، ابوبکر بیہقی، ابن حزم، محمد بن عبداللہ اصبہانی، ابوبکر قفال، ابوالقاسم قشیرہ وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں، انہوں نے کتاب لکھی: الـمستـدرك علـى الـصحيحيـن جس میں امام بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح احادیث کا انتخاب کر کے ان کا مجموعہ امت کو دینا تھا، امام حاکم اور ان کی اس کتاب سے متعلق کچھ تفصیل کی ضرورت ہے جو آگے ذکر ہوگی۔ ان شاءاللہ!

امام احمد بن الحسین بیہقیؒ:

یہ امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بیہقی خراسانی ہیں، سنہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے، سنہ

۴۵۸ھ کوفوت ہوئے، امام ابوبکر بن فورک، امام حاکم، ابوعبدالرحمٰن سلمی، وغیرہم رحمہم اللہ کے شاگرد ہیں۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں،ان میں سے ایک ہمارا ماٴ خذ دلائل النبوۃ ہے، دارالکتب العلمیہ بیروت سے سات جلدوں میں طبع ہوئی،مگر چوں کہ امام بیہقی امام حاکم کے شاگرد ہیں اِس لیے امام بیہقی کا ماٴ خذ امام حاکم ہیں،مگر یہ نہیں کہ امام بیہقی نے مستدرک سے حدیث نقل کی ہے بلکہ خود امام حاکم سے سن کر بیان فرمائی ہے۔

امام ابو یعلیٰ موصلیؒ:

یہ امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ موصلی ہیں،سنہ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۳۰۷ھ میں فوت ہوئے،امام ابوخیثمہ زہیر بن حرب،ابن ابی شیبہ، یحیٰی بن معین،خلیفہ بن خیاط،احمد بن منیع رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔امام نسائی،ابن حبان،طبرانی،وغیرہم رحمہم اللہ جیسے محدثین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔محدثین میں سے یہ عظیم محدث حنفی ہیں،ان کی حدیث نبوی میں بہت سی کتابیں ہیں،ان میں سے ہمارا ماٴ خذ مسند ہے، اِس کو مسند صغیر کہتے ہیں،مگر دنیا میں اِس کی چھ جلدیں فی الحال شائع ہو چکی ہیں،پھر بھی ابھی تک نامکمل ہے۔دارالکتب العلمیہ بیروت کی مطبوعہ ہمارے سامنے ہے۔

امام سلیمان بن احمد طبرانیؒ:

یہ امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی طبرانی ہیں،سنہ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۳۶۰ھ میں وفات پائی،امام نسائی اور طحاوی وغیرہم جیسے سینکڑوں محدثین کے شاگرد ہیں،اور امام ابوالشیخ،ابوبکر بن مردویہ،ابونعیم اصبہانی،وغیرہم رحمہم اللہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں،امام طبرانی کی بہت سی اور بڑی بڑی کتابیں ہیں،معجم صغیر،معجم اوسط،معجم کبیر مشہور ہیں، ہمارا ماٴ خذ معجم اوسط ہے، جو دارالحرمین قاہرہ سے دس جلدوں میں طبع ہوئی۔

یہ تو حدیث کلاب حوأب کے ماٴ خذ ہیں۔

امام طحاوی حنفیؒ:

یہ امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ حنفی ہیں،امام ذہبی نے ان کو إمام العلامة الحافظ صاحب التصانيف البديعة سے ذکر کیا ہے،ڈیڑھ صفحہ میں ان کے حالات ذکر کرتے ہوئے محدثین سے ان کی تعریف ذکر فرمائی ہے۔[تذکرۃ الحفاظ] ان کی کتاب شرح مشکل الآثار ہے، جو مؤسسة الرسالة بیروت سے ۱۶/جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

بہ سلسلہ زبیر علی زئی کا تعاقب

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

......قسط:۸......

زبیر علی زئی:

۳ وحیدالزمان حیدر[۳۱۲] آبادی متنازعہ[۳۱۳] شخصیت ہیں اور جمہور اہلِ حدیث[۳۱۴] علماء مثلاً مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد حسین لاہوری، مولانا عبداللہ غازی پوری اور مولانا فقیراللہ پنجابی وغیرھم[۳۱۵] نے اُن پر جرح[۳۱۶] کر رکھی ہے۔ (دیکھئے لغات الحدیث کتاب ش ص:۵۰، حیات[۳۱۷] وحیدالزمان ص:۱۰۱)

جب اہلِ حدیث کے نزدیک عندالجمہور مجروح[۳۱۸] راوی کی روایت[۳۱۹] ضعیف ومردود ہوتی ہے تو[۳۲۰] ہمارے خلاف ایسے مجروح راوی کا قول کیوں کر پیش کیا جاسکتا ہے!؟[۳۲۱]

نیز دیکھئے امین اوکاڑوی دیو بندی کی تجلیات صفدر[۳۲۲]۔ [۱/۴۷۱، ۳/۶۷، ۳۷۸]

دوسرے یہ کہ وحیدالزمان نے اپنی رسوائے[۳۲۳] زمانہ کتاب ہدیۃ المہدی[۳۲۴] میں صاف لکھا ہے ''ولا یحل فی غیرہ'' اور اللہ اپنے غیر میں حلول نہیں کرتا۔ [ص:۴]

معلوم ہوا کہ وحیدالزمان حلول کے قائل نہیں[۳۲۵] تھے، جب کہ وحدت الوجود کا مطلب درج ذیل ہے:

''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود[۳۲۶] خیال کرنا'' الخ [حسن اللغات فارسی اردو:۹۴۱]

''صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود[۳۲۷] ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔'' [علمی اردو لغت ص:۱۵۵۱]

اس تعریف کی رُو سے وحدت الوجود کا عقیدہ صریحا حلول[۳۲۸] کا عقیدہ ہے۔

الجواب:

۳۱۲ وحیدالزمان صاحب غیر مقلدین کے ہاں بڑے جید عالمِ دین سمجھے جاتے ہیں۔ زبیر علی زئی کے استاذ بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نواب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہِ وقت، محبّ السنۃ وحیدالزمان بن مسیح الزماں دکنی''

[ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید:۱/۱۰۴ بحوالہ حدیث اور اہل حدیث:۱۳۵]

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد نے وحیدالزمان صاحب کو اپنی تحریروں میں بار بار ''امام اہلِ حدیث'' کہا ہے۔ دیکھئے: سلفی تحقیقی جائزہ:۹۴۵ وغیرہ۔

۳۱۳ متنازعہ ہونے کی وضاحت کردی جاتی تو اچھا ہوتا۔ اگر ''متنازعہ'' کا مطلب یہ ہے کہ کچھ غیر مقلدین انہیں اہل حدیث مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔تو عرض ہے کہ کیا وحیدالزمان صاحب، ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد سے بھی زیادہ متنازعہ ہیں؟ غیر مقلدین نے امرتسری صاحب کے خلاف اُن کی زندگی میں الاربعین، فیصلہ مکہ، الفیصلۃ الحجازیۃ، فتنۂ ثنائیہ وغیرہ مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ جب کہ ہماری معلومات کے مطابق وحیدالزمان صاحب کے خلاف اُن کی زندگی میں کسی غیر مقلد نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

امرتسری صاحب کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے جو کتابیں لکھی گئیں اُن میں اُنہیں کافر، مشرک، ملحد، معتزلی، اکفرالکافرین کہا گیا ہے۔ اِس کے بالمقابل وحیدالزمان صاحب کو اُن کی زندگی میں کسی غیر مقلد نے کافر، مشرک، ملحد، زندیق، معتزلی اور اکفرالکافرین کہا ہو، میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ شاید غیر مقلدین اَب بھی وحیدالزمان صاحب کو کافر، مشرک، ملحد، معتزلی اور اکفرالکافرین کہنے کی ہمت نہ کر پائیں۔ پھر بھی علی زئی صاحب امرتسری صاحب کو اہل حدیث مانتے ہیں اور وحیدالزمان صاحب کو اہل حدیث کے دائرہ سے باہر نکال دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ وحیدالزمان صاحب کو اُن کی زندگی سے لے کر طویل عرصہ تک غیر مقلدیت کی طرف سے اہلِ حدیث کہا گیا ہے۔ اُن کی غیر مقلدیت سے انکاری موجودہ غیر مقلدین وحیدالزمان صاحب کی عبارتوں کا جب کوئی جواب نہیں دے پاتے تو جان چھڑانے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا نہیں۔ حالانکہ اُن کی کتابوں میں وحیدالزمان کے اہل حدیث، تارکِ تقلید بلکہ مخالف تقلید ہونے کی گواہیاں موجود ہیں۔ ہم نے اپنی اسی کتاب میں غیر مقلدین کی کتب سے قریبا پچاس (۵۰) عبارتیں وحیدالزمان صاحب کے اہل حدیث ہونے پر نقل کر دی ہیں۔ دیکھئے: حاشیہ ۹۹، ۱۰۱۔ چار سال کا عرصہ ہو گیا اِس کا جواب نہ علی زئی صاحب نے دیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے غیر مقلد نے۔

وحیدالزمان صاحب کو متقدمین آلِ غیر مقلدیت نے اہل حدیث قرار دیا ہے اور علی زئی صاحب نے لکھ رکھا ہے کہ:

''متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کب مسموع ہوسکتی ہے؟'' [نورالعینین: ۹۰]

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ وحیدالزمان صاحب متنازعہ شخصیت ہیں۔ تو کیا خود علی زئی صاحب کی شخصیت متنازعہ نہیں؟ کیا اُن کے خلاف شریف شاکر، الیاس اثری، افضل اثری، کفایت اللہ سنابلی، عبدالرؤف سندھو اور خبیب اثری وغیرہ غیر مقلدین نے نہیں لکھا؟ اَبھی چند دن پہلے مجھے فون پر

ایک ساتھی نے بتایا کہ غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں زبیر علی زئی کے تناقضات پر کئی قسطوں میں اُن کے خلاف مضمون شائع ہوا ہے۔

عالم الغیب ذات اللہ کی ہے مگر ایک وجدانی کیفیت کے تحت ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحیدالزمان سے علی زئی صاحب کو جتنی چڑ ہے آئندہ زمانہ میں غیر مقلدین کو علی زئی صاحب سے اِس سے زیادہ ہوگی بلکہ علی زئی صاحب کی حیات ہی میں اُن کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے مضامین کی بھر مار ہوگئی۔

۳۱۴ علی زئی صاحب کے ہاں جمہور اہلِ حدیث سے مراد جمہور غیر مقلدین ہیں۔ جمہور غیر مقلدین نے وحیدالزمان پر جرح کی ہے، یہ محض علی زئی صاحب کا دعویٰ ہے، جسے وہ دلائل سے ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ بندہ نے علی زئی صاحب کی وحیدالزمان صاحب کے بارے میں لکھی گئی تمام تحریریں پڑھی ہیں، کہیں بھی وہ دلیل سے وحیدالزمان کا جمہور غیر مقلدین کے ہاں مجروح وضعیف ہونا ثابت نہیں کر سکے۔ اگر ضعیف ثابت ہو بھی جائیں تو اِس سے اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے پر زد نہیں پڑتی۔

۳۱۵ ''وغیرھم'' میں ھم جمع کی ضمیر ہے۔ اِس کا مصداق بتایا جائے کہ وہ کون ہیں؟ جب کہ اصل عبارت میں تو ایک ثناءاللہ امرتسری کی تصریح ہے۔ اور خود اُن پر غیر مقلدین کی شدید جروح موجود ہیں۔ الاربعین وغیرہ کتب دیکھیں!

۳۱۶ (الف)......علی زئی صاحب نے دعویٰ کیا کہ جمہور اہلِ حدیث نے وحیدالزمان پر جرح کر رکھی ہے اور بطورِ مثال جن غیر مقلدین کا نام پیش کیا، اُن سے جرح ثابت ہی نہیں۔

اصل عبارت اِس طرح ہے۔ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ''ہدیۃ المہدی'' تالیف کی ہے تو اہلِ حدیث کا ایک گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی اور مولوی ثناءاللہ امرتسری وغیرہ تم سے بددل ہوگئے۔''

میں نے آج سے پانچ سال پہلے اِس پر تبصرہ لکھ دیا تھا کہ:

''اس روایت کا مدار ''ایک دوست'' پر ہے جو نہ صرف مجہول الحال ہے بلکہ مجہول الاسم بھی ہے۔ مگر علی زئی صاحب اس ''مجہول'' کی روایت کو وجہ بنا کر لکھتے ہیں:

''وحیدالزمان حیدر آبادی متنازعہ شخصیت ہیں اور جمہور اہلِ حدیث علماء مثلاً مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد حسین لاہوری، مولانا عبداللہ غازی پوری اور مولانا فقیر اللہ پنجابی وغیرھم نے اُن پر جرح کر رکھی ہے۔'' [مجلّہ صفدر شمارہ:۱۱، جنوری ۲۰۱۲ء]

پانچ سال کے طویل عرصہ میں زبیر علی زئی سمیت آج تک کوئی غیر مقلد وحید الزمان کے اس دوست کا معروف اور ثقہ ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ اب بھی کسی غیر مقلد سپوت میں دم خم ہے تو اس مجہول ذات شریف کو معروف ثقہ ثابت کر دے۔

ہم نے مجلّہ صفدر شمارہ :۱۱، جنوری ۲۰۱۲ء میں مزید یہ بھی لکھا تھا کہ وحید الزمان صاحب کا دوست مجہول ہے اور علی زئی صاحب کے نزدیک مجہول کی روایت موضوع ہوتی ہے۔ [علمی مقالات ۳۰۷/۴] اور علی زئی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''وضاع کی روایت کو بطورِ حجت پیش کر کے...کذب بیانی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔''

[توضیح الاحکام ۳۷۰/۲] دیکھئے حاشیہ:۱

پانچ سال کی طویل مدت میں اِس کا بھی کوئی جواب غیر مقلدین کی طرف سے سامنے نہیں آسکا۔

اگر غیر مقلدین میں کوئی اہل انصاف ہے تو بتائے وحید الزمان صاحب کے مجہول دوست کی روایت کو بطورِ حجت پیش کر کے علی زئی صاحب اپنے ہی اُصول میں کذب بیانی کو فروغ دے رہے ہیں یا نہیں؟

(ب)......علی زئی اُصول میں وحید الزمان صاحب کے مجہول دوست کی روایت من گھڑت ہے۔ پھر اُس میں بھی صرف اتنی بات ہے کہ ایک گروہ اہل حدیث بددل ہو گیا۔ اُس میں جمہور کے بددل ہونے کی بات ہرگز نہیں۔

(ج)......اُس من گھڑت روایت میں ''...بددل'' ہوگئے'' الفاظ ہیں۔ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ ''بددل ہوگئے'' الفاظ کے جرح ہونے پر دلیل پیش کرتے، مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔

(د)......محمد حسین بٹالوی وغیرہ علمائے غیر مقلدین نے تو ثناء اللہ امرتسری صاحب پر سنگین جرح کر رکھی ہے، دیکھئے الاربعین وغیرہ۔ علی زئی صاحب امرتسری صاحب کو ضعیف و مجروح کیوں نہیں کہتے؟

۳۱۷ ''حیات وحید الزمان'' کی عبارت ''لغات الحدیث'' سے منقول ہے اور لغات الحدیث کی عبارت ''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا...'' اوپر ہم نقل کر چکے ہیں اور اس کا جواب بھی دیکھئے: حاشیہ:۳۱۶

۳۱۸ پہلے وحید الزمان صاحب کو جمہور غیر مقلدین کے ہاں مجروح ثابت کریں بعد میں اگلی بات کریں۔ پہلے تخت بنائیں، نقش نگاری کا وقت بعد میں ہوگا۔

۳۱۹ یہاں وحید الزمان صاحب کی کسی روایت پر بحث ہی نہیں کہ اُن کی روایت معتبر ہے یا نہیں؟ بلکہ اُن کے وحدت الوجودی ہونے کی بات ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ علی زئی صاحب اُن کی روایت کو صحیح نہ بھی مانیں، اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے کی وجہ سے اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔

۳۲۰ پوری بات لکھ دیتے کہ اہل حدیث کے نزدیک عندالجمہور مجروح کی روایت اُس وقت ضعیف ہوتی ہے جب کہ وہ اُن کی مرضی کے خلاف ہو۔ورنہ اگر مرضی کے موافق ہوتو من گھڑت بھی قبول ہو جاتی ہے۔جیسے علی زئی صاحب نے ''حیات وحیدالزمان'' اور ''لغات الحدیث'' کا من گھڑت حوالہ ''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا..'' پیش کر دیا ہے۔

۳۲۱ علی زئی صاحب وحیدالزمان کو ''مجروح'' ثابت نہیں کر سکے۔اگر وہ مجروح ثابت ہوبھی جائیں تو اِس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ وحدۃ الوجودی نہیں یا ان پر فتویٰ لگانا حرام ہے؟ علی زئی صاحب اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔

۳۲۲ تجلیات کے دو حوالوں کی طرف علی زئی صاحب نے توجہ دلائی ہے۔پہلا حوالہ جلد ۱/صفحہ ۶۷۴/ ہے۔جب کہ جلد اول کے کل صفحات ۶۵۶ ہیں۔۶۷۴ صفحہ کہاں سے آ گیا؟

دوسرا حوالہ جلد ۳/۳۷۸ کا ہے۔اُس میں اوکاڑوی صاحب نے لکھا ہے کہ: وحیدالزمان وغیرہ غیرمقلدین علماء نے اپنی کتابوں میں جن مسائل کو قرآن وحدیث کے مسائل قرار دیا ہے، اُنہیں قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کیا جا سکتا.... وہاں ایسی کوئی تصریح نہیں کہ وحیدالزمان صاحب جمہور غیرمقلدین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔

۳۲۳ (الف)......علی زئی صاحب نے ''ہدیۃ المہدی'' کتاب کو ''رسوائے زمانہ'' کتاب کہا ہے۔ مگر وجہ نہیں بتائی کہ یہ رسوائے زمانہ کیوں ہے؟ اگر اس میں قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہوتے تو رسوائے زمانہ نہ کہا جاتا۔اگر قرآن وحدیث کا نام لے کر قرآن وحدیث کی خلاف ورزی کی ہے تو مولانا امین اوکاڑویؒ صاحب کا دعویٰ سچا ہے کہ: وحیدالزمان صاحب نے نام تو قرآن وحدیث کا لیا ہے مگر مسائل قرآن وحدیث کے خلاف لکھے ہیں۔

(ب)......علی زئی صاحب نے تو ''ہدیۃ المہدی'' کو رسوائے زمانہ کہا مگر وحیدالزمان صاحب اسے ''محمدی فقہ'' کہتے ہیں، کتاب کا پورا نام ''ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی'' ہے۔اور مصنف کو اِس کتاب پہ اتنا ناز تھا کہ انہوں نے اِس کتاب کو امام مہدی کے لیے ہدیہ کے طور پر تحریر کیا اور اپنی تحریروں میں یہ بھی کہا کہ جب امام مہدی آ جائیں تو میری طرف سے انہیں یہ کتاب بطورِ ہدیہ کے پیش کر دیں۔

۳۲۴ علی زئی صاحب ہدیۃ المہدی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں جس سے تاثر ملتا ہے کہ وحیدالزمان صاحب اِس کتاب کی تالیف کے وقت غیرمقلد تھے۔ورنہ اس حوالہ کے پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

۳۲۵ ہدیۃ المہدی کے صفحہ ۴ پہ ''ولا یحل فی غیرہ'' کا جملہ بندہ کو نہیں ملا۔اگر کسی اور صفحہ پر مل بھی

جائے تو اِس سے ان کے وحدۃ الوجودی ہونے کی نفی تو نہیں ہوتی۔

علی زئی صاحب نے بندہ کے جس مضمون کا بزعم خود جواب لکھا ہے، اُس میں وحیدالزمان کے وحدۃ الوجودی ہونے کا ذکر تھا، وہ حوالہ یہ ہے: وحیدالزمان صاحب نے لکھا:

''وحدۃ الوجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے، بلکہ خواص بھی چکراتے ہیں۔ اور حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجوداور تحقق اور مابہ الموجودیت، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اِس وجوداور وجودِ حقیقی کے ایک پرتَو اور عکس کی طرح ہیں۔ یا پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود میں دو، اور وحدتِ وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے، لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے، جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔''[رفع العجاجة عن سنن ابن ماجه:۱/۵۰۷]

اِس عبارت میں ''وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے'' جملہ ذہن نشین رہے۔ علی زئی صاحب سے اِس کا کوئی جواب نہیں بن پایا تو اِس حوالہ کو پی گئے، اِس حوالہ کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔

۳۲۶ وحیدالزمان صاحب حلول کے قائل تھے یا نہیں، اِس کے لیے حاشیہ ۳۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اگر وہ حلول کے قائل نہ بھی ہوں تو وحدۃ الوجودی تو ہیں۔ علی زئی صاحب ہدیۃ المہدی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں، جب کہ اِسی کتاب میں وحدۃ الوجود والوں کا دفاع موجود ہے اور درج ذیل عبارت بھی:

"إنمايقولون إن الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود، فإن الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الأشياء موجودة بهذا الوجود، ليس لها وجود مستقل.

بہر حال وہ (وحدۃ الوجود کے قائلین) کہتے ہیں کہ بے شک حق (تعالیٰ) ایک جہت یعنی وجود کی جہت سے عین مخلوق ہے، کیونکہ وجود تو ایک ہی ہے اور وہ حق (تعالیٰ) کا وجود ہے اور تمام چیزوں کا موجود ہونا اسی وجود کی وجہ سے ہے، اُن کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ [ہدیۃ المہدی:۱/۵۰]

وحدۃ الوجود کی مذکورہ بالا تعریف کرنے کے باوجود وحیدالزمان صاحب اس کے قائلین کا دفاع کرتے ہیں بلکہ اس عبارت کو تحریر کر دینے کے بعد حاشیہ میں لکھا:

''قال في الفصوص: الحمدلله الذي خلق الأشياء وهو عينها، معناه: أن وجوده سبحانه هو عين وجود المخلوقات. [ہدیۃ المہدی:۱/۵۰۔حاشیہ]

انہوں نے فصوص میں کہا ہے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور وہ اللہ ان چیزوں کا عین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: اللہ سبحانہ کا وجود مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔

فصوص الحکم ابنِ عربی کی کتاب ہے۔

وحیدالزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی میں وحدۃ الوجود والوں کا دفاع کیا اور ابن عربی کو اہل حدیث اور ولی اللہ کہا ہے۔علی زئی صاحب کو ہدیۃ المہدی میں ''و لا یحل فی غیرہ '' کا جملہ نظر آ گیا تھا ،کیا مذکورہ بالا عبارتیں نظر نہیں آئی تھیں؟

۳۲۷ علی زئی صاحب نے وحدۃ الوجود کی تعریف نقل کی ہے:''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا''......جب کہ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے۔''[رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ:۱/۵۰۷]

بتایئے!علی زئی صاحب کی نقل کردہ تعریف کے مطابق وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں؟ وحدۃ الوجود کو کفریہ قرار دینے والے غیرمقلدین سے ہماری گزارش ہے کہ ان کے نزدیک اگر وحیدالزمان کی مذکورہ عبارت اور دیگر عبارتوں سے اُن کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور وہ عبارتیں قابلِ اعتراض نہیں تو ان کے صحیح ہونے پر دستخط کر دیں۔

وحیدالزمان صاحب ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ اُن کے قلم سے نکلے ہیں،اُن کا بھی یہ مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجودِ الٰہی کا عین ہے۔یعنی اُس کا سایہ ہے،دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں۔''

[تیسیر الباری شرح بخاری:۴/۳۲۶]

علی زئی صاحب کی نقل کردہ تعریف کے مطابق وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۳۲۹ وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو علی زئی ''حلول'' کہیں یا جو مرضی اس کا نام رکھیں مگر اتنی بات ضرور ہے کہ وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔

نیز علی زئی صاحب کے دیگر اُصولوں کے مطابق بھی وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں۔مثلاً علی زئی صاحب نے لکھا ہے:

''المرء مع من أحب إليه. کی رُو سے اس کا اور علماء دیوبند کا ایک حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۱۳]

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کو شیخ ابنِ عربی سے محبت ہے۔''[لغات الحدیث:۱/۴۸،ب]

علی زئی اُصول کے مطابق وحیدالزمان اور اُس کے محبوب ابنِ عربی کا حکم ایک ہوگا اور ابنِ

عربی کو علی زئی صاحب وحدۃ الوجودی کہتے ہیں۔

علی زئی صاحب ایک اور اُصول لکھتے ہیں:

''لہٰذا جب تک وہ اپنے اکابرین سے صحیح براءت نہ کریں اُس وقت تک اُن کا وہی حکم ہے جو اُن کے اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۳۲]

وحیدالزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی[۱/۵۰،۵۱]،تیسیر الباری[۳۲۶/۴] وغیرہ کتابوں میں ابنِ عربی کو ولی اللہ کہا اوران کا دفاع کیا ہے۔لہٰذا جب تک غیر مقلدین ابن عربی سے وحیدالزمان صاحب کی صحیح براءت ثابت نہیں کر پاتے تب تک ان کا وہی حکم ہے جو ابن عربی کا ہے۔یعنی وہ بھی اُن کی طرح وحدۃ الوجودی ہیں۔ (جاری۔۔۔۔) ☆☆☆☆

فتنہ غامدی نمبر......حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہم کا پیغام

بسم الله الرحمن الرحيم .بعد الحمد و الصلاة و إرسال التسليمات و التحيات

حقیر فقیر محمد زکریا عفی عنہ بطرف گرامی مکرم جناب محترم حمزہ حسانی صاحب زید حیاتکم

سلام مسنون کے بعد مطالعہ فرماویں!

آپ کا گرامی نامہ بمع ''فتنہ غامدی نمبر'' موصول ہوا۔حضرت والدگرامی شیخ طریقت سیدنا و مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم نے مطالعہ بھی شروع فرمایا،اور اظہارِ شکریہ کے لیے چند سطور لکھنے کا ارادہ بھی تھا،لیکن درمیان میں فقیر کی شادی تقریب واقع ۲۵؍شعبان حائل ہوئی،اس کے بعد ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت مقدر ہوگئی۔مدینہ منورہ اعتکاف میں فقیر کا رابطہ ہوا تو حکم فرمایا کہ شکریہ کے ساتھ وصولی کی تحریر آپ کو روانہ کردوں۔تعمیل حکم میں چند حروف روانہ کررہا ہوں،قبول فرماویں۔

باقی دوسری جلد کا انتظار رہے گا۔برائے وقیع مضامین پر مشتمل آپ جلد نمبر دو(۲) کی تیاری کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے،باطل کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور ہمیشہ کی کامیابی ونصرت ایزدی سے آپ کو نوازے۔

اور اکابرین سلف کے نمبرات شائع کرنے پر مولا پاک جزائے خیر سے نوازے۔ان کے فیوضات ونسبتوں کا حامل بنائے،بزرگوں کی توجہات کا آپ کو وافر حصہ عطا فرماویں۔تاخیر کثیر پر معذرت کے ساتھ تمام احباب کی خدمت میں سلام ودعوات پیش فرماویں۔

مدینہ منورہ سے حضرت دامت برکاتہم آپ کو اور جملہ احباب ادارہ کو سلام پیش فرمارہے ہیں۔

والسلام محمد زکریا۔خانقاہ سعدیہ نقشبندیہ مجددیہ،جامعہ عربیہ سراج المدارس ٹیکسلا شہر......۳؍شوال ۳۶ھ

فتنہ غامدی نمبر......علماء ومشائخ کی نظر میں

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کے تاثرات

بسم الله الرحمن الرحيم

گرامی قدر مکرم جناب حمزہ احسانی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ اور اس کے ساتھ غامدی صاحب کے دو کتابچے موصول ہوئے۔ جزاکم الله تعالیٰ خیرالجزاء۔ آپ نے اُن میں سے ایک کتابچے کے جس حصے کی نشان دہی فرمائی ہے، وہ واقعۃً واضح طور پر اُن کے حالیہ مضمون کے بالکل برعکس اور اس سے متضاد ہے۔ **ولتعرفنّهم فی لحن القول.** (۱)

اِس سے قبل ماہنامہ ''صفدر'' کا غامدی صاحب کے بارے میں خصوصی شمارہ موصول ہو گیا تھا۔ اور سرسری نظر میں اُس کے متعدد مضامین مفید معلوم ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صدق واخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کے لیے موفق فرمائیں۔ آمین

والسلام...... بندہ محمد تقی عثمانی......۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

☆......☆......☆......☆

تلمیذ امام اہل سنت مولانا عبدالقیوم قاسمی مدظلہم کی رائے گرامی

دل کی روئیداد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الكريم. امابعد...!

خالق حقیقی رب العالمین نے کائنات کو بنانے کے بعد اس میں مخلوقات کا سلسلہ جاری فرمایا، اور

---

(۱)......حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ اِس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''آپ اُن (منافقین) کو طریقہ گفتگو سے پہچان لیں گے۔ ایسے لوگ جب بات کرتے ہیں تو کسی نہ کسی موقع پر اُن کی اسلام دشمنی ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔'' [معالم العرفان: ۱۷/۷۸]

اور صاحبِ تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

''منافقین اپنے حال کو بھی مسلمانوں سے بہت مخفی رکھتے تھے کہ مبادا ہماری اندرونی خباثت معلوم ہو جائے۔......اِس بات کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:...ان کی طرزِ گفتار سے بھی اے محمد (ﷺ) آپ پہچان لیں گے۔'' [۴/۳۱۶] (ناقل)

ان میں سے افضل واشرف مخلوق انسان ہیں۔جن کی رشد وہدایت اور راہ نمائی کے لیے کتاب اللہ کو نازل اور رجال اللہ کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے کتاب اللہ کو سمجھا اور خیر وشر کے دونوں راستوں کی واضح نشاندہی فرمادی، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے: " وهديناه النجدين " اور دوسرے مقام پر:" وان هذا صراطی مستقيما " میں خیر کے راستے کا ذکر فرمایا،اسی طرح شر کے راستے کو سمجھانے کے لیے فرمایا: "غير المغضوب عليهم ولا الضالين."

یادرکھیں کہ رجال اللہ سے مراد خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ائمہ مجتہدین اور اہل حق علماء کرام ہیں جو اَب تک جادۂ حق پر قائم دائم ہیں اور اِن شاء اللہ تعالی رہیں گے،جن کا کردار پوری دنیا پر واضح ہے۔اِس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:وإن بنی إسرائيل تفرقت علىٰ ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتی علىٰ ثلاث وسبعين ملة، كلهم فی النار، إلاملة واحدة، قالوا: من هی يارسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم؟ قال: ما أنا عليه وأصحابی. [ترمذی]

دوسری حدیث میں ہے:"عليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين."[ابوداؤد]

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ خیر اور کامیابی والے راستے پر فائز المرام وہی شخص یا جماعت ہوگی جو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہم کے نقش قدم کو مشعل راہ اور ذریعہ نجات سمجھے۔تو ایسا شخص اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقے پر گامزن ہوگا۔اور جو شخص یا جماعت ایسے طریقے پر قائم نہ ہو اور امت مسلمہ کے چودہ سوسالہ متفقہ عقائد ومسائل کے خلاف نفرت کا بیج بوئے اور سلف صالحین پر تنقید کرے اور اپنی من مانی اور خواہش نفسانی سے قرآن وحدیث کی تشریح وتوضیح بیان کرے تو ایسے شخص کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے۔ضال اور مضل ہے۔بلکہ اُس کا مضل ہونا کفر کے قریب ہے۔

چنانچہ ہمارے اِس دور میں نام نہاد اسکالر، جدت پسند، خلاف شرع وضع قطع رکھنے والا جاوید احمد غامدی ہے،جس کے عقائد ونظریات اور افکار وخیالات قرآن وسنت اور اجماع امت سے بالکل متصادم اور الگ تھلگ ہیں، جو اہل علم پر عیاں ہیں۔

یادرکھیں! یہ فتنۂ غامدیت، فتنۂ قادیانیت کی طرح ایک الگ راہ ہے، اِس کی حقیقت ابھی نمودار ہورہی ہے۔اور ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ اِس کی حقیقت بالکل واضح ہوجائے گی، جو اہل علم پر مخفی نہیں۔

جو مسلمان غامدی کے ٹی وی چینل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پروگرام دیکھتے اور سنتے ہیں اُن کو چاہیے

کہ پہلے نمبر پر اس کے پروگرام کا بائیکاٹ کریں تاکہ گمراہی سے بچ جائیں۔نمبر دو اگر وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے اس کے پروگرام سنتے ہیں تو اس کے نظریات کے بارے میں اہل حق علماء سے ضرور رجوع فرمائیں تاکہ اس کی ذہنی آزادی اور بیزاری سے محفوظ رہ سکیں۔

الحمدللہ! اِسلام پوری انسانیت کے لیے آفتاب ہدایت ہے۔غامدی جیسے اندھے اِس سے آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔اور وہ بھی ایسے لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے جو گوبر سے بھرے دل ودماغ والے ہیں۔مگر حق کا طالب اِن کے کج رو گمراہی کے پھندے میں نہیں آ سکتا۔یقیناً ان کی گمراہی کے بادلوں نے چھٹنا ہے اور اسلام کی حقانیت کے آفتاب نے چمکتے رہنا ہے۔اور ان شاء اللہ تعالیٰ اہل حق کی ضربِ صدیقی اہل باطل پر قیامت تک کارگر رہے گی۔

مجلّہ صفدر کے مدیر مولانا حمزہ احسانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے باطل کی چالاکیوں کو سمجھنے کی خوب صلاحیت اور اپنے دادا محترم (حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرح تعاقب کا خوب ملکہ عطاء فرمایا ہے، بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے تمام احباب کو جزائے خیر عطاء فرمائے جنہوں نے مجلّہ صفدر کے ذریعے امت مسلمہ کو بروقت فتنۂ غامدیت اور ان کے کج رو عقائد و نظریات سے مکمل آگاہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو لحہ بہ لحہ، کروٹ بکروٹ تمام باطل فتنوں کے شرور سے محفوظ رکھے، اور ان کی آگاہی فرماتا رہے۔آمین بجاہ النبی الامی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

محتاج دعا......عبدالقیوم قاسمی......مدیر مدرسہ معارف اسلامیہ کراچی

☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا کمال الدین المسترشد مدظلہم کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم. حامداً و مصلیًا و مسلمًا.

عالی قدر! محترمی ومخدومی جناب مولانا احسن خدامی صاحب۔مدیر مسئول مجلّہ صفدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......!

امابعد! آنجناب کی جانب سے مجلّہ صفدر کا خصوصی نمبر ''فتنۂ غامدی نمبر'' (جلد اول) بمع ارسال کردہ خط موصول ہوا۔آپ یقین جانیے! کتاب ہر لحاظ سے بہت زیادہ پسند آئی۔اکابرین کے زریں اقوال، تجدد پسندوں کی شاطرانہ چالاکیوں سے پردہ کشائی، موضوع بحث جناب غامدی صاحب کا تعارف اور مذموم ارادوں اور اس فتنے کا علمی تعاقب اور ان کی عبارات کی مضبوط گرفت اور فتاویٰ جات وغیرہ جیسے اہم مباحث پر مشتمل اس کتاب کے متعلق یہی کہا سکتا ہوں کہ: یہ کتاب اِس موضوع پر ایک مثالی کاوش ہے، یہ کسی ایک فرد کی رائے نہیں ہے بلکہ ملک بھر کے علماء کی ترجمان ہے۔میں آپ کی اور آپ کی پوری ٹیم کی اِس

محنت اور جدید انداز سے جمع وتالیف پر دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کے اخلاص وزورِ قلم کو مزید بڑھائے۔

اِس کے ساتھ میں یہ بھی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے فتنوں کی تردید میں دو پہلوؤں کو مدنظر رکھنا چاہئے:

۱)......سادہ لوح مسلمانوں کی صحیح سمت میں راہ نمائی ودستگیری۔

۲)......اہل زیغ کی تلبیسات واعتراضات کے جوابات۔

جہاں تک پہلے رخ پر کام کرنے کا طریقہ ہے تو یہ کافی آسان ہے کہ عوام کو قرآن وسنت کا بتلایا ہوا راستہ دکھایا جائے اور فتنہ انگریزوں کی شرارت سے بچنے کی تلقین کی جائے۔

لیکن دوسرا پہلو خاصا مشکل ہے، چونکہ آج کل کے اَشرار فلسفیانہ طرزِ استدلال کو بطورِ تبلیغ بھی استعمال کرتے ہیں اور بطورِ ہتھیار بھی اپناتے ہیں، اس لیے میری رائے کے مطابق اُن کے اِس پہلو کی تردید کے لیے براہین سے زیادہ جدلی قیاسات پر زور دینا مناسب ہے، تاکہ مناظرے کی رو سے کوئی کمی باقی نہ رہے۔ نیز چونکہ آج کل کا تعلیم یافتہ مغرب زدہ مسلمان عقلیت پر زیادہ یقین رکھتا ہے، اِس لیے اگر جلد دوم کی تیاری میں اُن علماء سے بھی رابطہ کرلیا جائے جو منطق وفلسفہ کے ماہر ہوں تو کتاب کی افادیت ومتانت میں مزید استحکام آئے گا۔ نیز نقض کی دونوں قسموں ''اجمالی وتفصیلی'' کو نظر انداز کرنا بھی مناسب نہ ہوگا۔

راقم اِسی ہفتہ میں دورہ تفسیر پڑھانے کی تیاری میں جانا چاہتا ہے۔ جو آخر رمضان تک ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا، اِس لیے اگلی جلد کے لیے فی الحال کچھ لکھنے سے متأدبانہ معذرت چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ طیب خاطر سے میرا عذر قبول فرمائیں گے۔ فقط والسلام مع الاکرام

کمال الدین المسترشد......جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی......۲۴رمئی ۲۰۱۵ء

☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مفتی گل حسن مدظلہ [استاذ الحدیث وصدر مفتی: دار العلوم رحیمیہ، کوئٹہ] کی رائے گرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد!

فتنہ غامدی زہر قاتل:

جاوید احمد غامدی کے باطل نظریات وافکار اور فاسد عقائد اُس کی تحریرات: (۱) میزان۔ (۲) ماہ نامہ اشراق۔ (۳) برہان۔ (۴) سالانہ مجلّہ مصعبی. (۵) مقامات۔ (۶) منشور۔ (۷) مختلف ویب سائٹس کے دیکھنے سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ تمام فتنوں کا مجموعہ (مجموعہ الفتن) ہے۔ اس کے مخترعات خواہشاتِ نفسانی اور مطلق عنانیت پر مبنی ہیں۔ وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔ اور خارقِ اجماع امت ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ سے نکلا ہوا ہے۔ اسلام اور دین کی تخریب کے لیے دین کا لبادہ پہنا ہے۔ درجِ ذیل حدیث شریف کا مصداق بنتا ہے، ملاحظہ کیجئے!

حدثنا سويد، أخبرنا ابن المبارك، أخبرنا يحىٰ بن عبيد الله، قال: سمعت أبى يقول: سمعت أباهريرة رضى الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم: يخرج فى آخرالزمان رجال يختلون الدنيا بالدين، يلبسون للناس جلود الضان من اللبن، ألسنتهم أحلى من السكر، وقلوبهم قلوب الذئاب.

[سنن الترمزی:۱/۶۶، ابواب الزھد حدیث نمبر:۲۱۳]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو مکروفریب سے دین کے ذریعہ دنیا کمائیں گے، لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کے لیے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھیں ہوں گی۔ اُن کے دل بھیڑیئے کے دل ہوں گے۔

غامدی صاحب کے افکار ونظریات قرآن مجید وسنتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متصادم ہیں۔ غامدی کے پیروکاروں سے تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ ان کے ساتھ نکاح، خوشی غمی میں شریک ہونا بالکل جائز نہیں ہے۔ اِس قسم کے نظریات کے حامل شخص کی امامت جائز نہیں ہے۔ ان کے اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عوام کے لیے ان کی تحریر وتقریر کا پڑھنا سننا بالکل جائز نہیں ہے۔

مجلّہ صفدر:

''مجلّہ صفدر'' نے کما حقہ غامدی صاحب کے فاسد عقائد اور باطل نظریات کی تشخیص کی ہے۔ مجلّہ کو مزید اشاعت کے لیے انٹرنیٹ میں ویب سائٹ پر دیا جائے تا کہ کرۂ ارض میں جہاں غامدی کا زہر سرایت کیا ہے تمام امت کو اطلاع ملے اور وہ اس زہر قاتل سے اپنے کو بچائیں۔

انا نحن نزلنا الذكر وانا اليه له لحافظون......[الاية]

ہر دور میں رب ذوالجلال نے باطل نظریات فاسد عقائد دین میں تخریب والوں کے سدباب کے لیے اہل حق حضرات مقرر فرمائے ہیں، یہ تکوینی امور میں سے ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

وعن إبراهيم بن عبدالرحمن العذرى قال، قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين. رواه البيهقى فى كتابه المدخل من حديث قتيبة ابن الوليد. .الحديث. .

[مشكوٰة المصابيح:۱/۳۶، کتاب العلم، الفصل الثانی، حدیث نمبر:۲۴۸]

ترجمہ: اور حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری راوی ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک (یعنی ثقہ اور معتمد) لوگ اس علم (کتاب وسنت) کو

حاصل کریں گے اور وہی لوگ اس (علم) کے ذریعے (آیات واحادیث) میں حد سے گذرنے والوں کی تحریف کو باطلوں کی افتاپردازی کو اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔اس حدیث کو بیہقی نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں حدیث قتیبہ بن ولید سے نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل حق کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے، آمین

فقط والسلام (مفتی) گل حسن عفی عنہ، دارالعلوم رحیمیہ، نیلا گنبد، سرکی روڈ کوئٹہ

۱۴۳۶/۸/۱۰ھ......۲۰۱۵/۵/۲۹ء

☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم کی رائے گرامی

محترمی مکرمی جناب مولانا احسن صاحب ومولانا حمزہ صاحب، حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدازاں! معذرت خواہ ہوں کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے خط لکھنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوگئی، اس میں آپ حضرات کی حق تلفی ہوئی، جس پر معافی چاہتا ہوں۔

مجلّہ ''صفدر'' کا خصوصی نمبر (فتنہ غامدی نمبر) تھوڑے وقت میں کافی محنت کرکے تیار فرما کر آپ حضرات نے اِس فتنہ کے رد میں کافی حد تک حق ادا کر دیا ہے۔اُمت کی طرف سے فرض کفایہ کی ادائیگی کی ہے۔نمبر واقعی خوب ہے۔اِس غامدی کے ملحدانہ، زندیقانہ نظریات کو بہت کچھ اُجاگر کرنا ہے، مگر بندہ کے پاس غامدی کی اصل کتابیں نہیں، ورنہ دل کہتا ہے کہ اِس صاحب کی اصل کتابیں دیکھ کر کتاب یا رسالہ کی شکل میں اُمت کی اِس کے نظریات کے رد میں رہنمائی کرتا۔

بندہ نے آپ دونون صاحبان کے لیے بطور ہدیہ اپنی کتابیں: راہِ حق، راہِ جنت، عقیدہ ایصال ثواب، عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صراط مستقیم ارسالِ خدمت کی ہیں۔دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یاد آیا کہ حدیث کلاب حوأب سے متعلق مضمون قاضی طاہر علی ہاشمی صاحب کے رد میں تفصیل سے تحریر کیا ہے۔رسالہ میں قسط وار شائع فرما دیں تو بہت بہتر ہوگا۔مولانا عبدالجبار سلفی صاحب بھی اس پر نظر کرم فرمالیں۔اگر اپنے ادارہ سے شائع کرنا چاہیں تو اجازت ہے، مگر اطلاع کر دیں۔

اور رسالہ صفدر اسلامی مہینے کے تابع بنا کر شائع فرمائیں۔انگریزی مہینے کا حساب چھوڑ دیں۔

☆......☆......☆......☆

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کا پیغام

مئی اور جون کے سخت موسم میں آپ نے پورا مہینہ روزے رکھ کر تعمیل حکم کی ایک مبارک مثال پیش کی ہے۔ خدا کرے کہ یہ مثال بارگاہِ رب العالمین میں شرف قبولیت حاصل کرے (آمین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کو ماہ صبر فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ ایک طرف یہ تلقین کرتا ہے کہ ایک مومن کو ارشاد ربانی کی تعمیل کے لئے کس طرح اپنے نفس اور نفسانی خواہشات پر ضبط رکھنا چاہیے، اور دوسری طرف خدا پرست کے نفس کو خلق خدا کی ہمدردی اور غمخواری کے جذبات سے معمور کر دیتا ہے۔ اور اس دور کی امانت سپرد کرتا ہے۔ جو انسانیت کا جوہر ہے۔ جس کا تقاضہ یہ ہے کہ بھوکے ننگے اور دکھی انسانوں کی خاطر انسان اپنی خودی، اپنی خواہشات قربان کرے اور انسانی ہمدردی کے راستے میں سختیوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے صبر کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔

آج آپ عید کا روحانی جشن منا رہے ہیں، یہ بھی آپ کے سامنے دو سبق پیش کرتا ہے۔ اول یہ کہ کارِ خیر کی توفیق بھی فضل خداوندی اور اس کا انعام ہے، جس کا شکر واجب ہے، اللہ کی عظمت اور اس کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے چھ تکبیروں کے ساتھ دوگانہ عید اسی شکر کی ادائیگی ہے۔ دوم یہ کہ آپ کی کوئی مسرت غریبوں کی ہمدردی سے خالی نہ ہونی چاہیے۔ آپ کوشش کریں کہ آپ کی خوشی عالم کی خوشی ہو۔ اور آپ کا یہ مبارک تہوار دنیائے انسانی کے لئے امن و خوشحالی اور ہمدردی و غمخواری کا ایک چمکتا ہوا نشان ثابت ہو۔

ماہِ صیام اور تقریب عید نے خدا پرستی، اطاعت شعاری، ایثار، ہمدردیٔ خلق اور شکر گزاری کا جو سبق دیا ہے، خداوند عالم ہمیشہ ہمیشہ اس پر عمل کی توفیق بخشے۔

(عید نمبر الجمعیۃ دہلی ۲۴ جون ۱۹۵۲ء بحوالہ مولانا سمیع الحق کی ڈائری)

مفکرِ اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مکتوبِ گرامی

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI

Chairman Shariah Council, AAOIFI, Bahrain
Member International Islamic Fiqh Academy, Jeddah
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتي محمد تقي العثماني

رئيس المجلس الشرعي البحرين
وعضو مجمع الفقه الإسلامي الدولي
ونائب رئيس جامعة دار العلوم كراتشي۔ باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم جناب حمزہ احسانی صاحب۔ زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا گرامی نامہ اور اس کے ساتھ غامدی صاحب کی دو کتابیں موصول ہوئیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ آپ نے ان میں سے ایک کتاب کی جس بحث کی نشاندہی فرمائی ہے، وہ واقعۃً واضح طور پر ان کے مضمون کا بالکل برعکس اور اس سے متضاد ہے۔ ولتعرفنهم في لحن القول۔

اس سے قبل ماہنامہ "صفدر" کا غامدی صاحب کے بارے میں خصوصی شمارہ موصول ہوگیا تھا، اور سرسری نظر میں اس کے متعدد مضامین مفید معلوم ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صدق و اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کے لیے موفق فرمائیں۔ آمین۔

والسلام
بندہ
محمد تقی عثمانی

۲-۹-۳۷ھ

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,
Karachi - Pakistan, Post Code : 75180
Phone: (92) (21) 5043192, Fax : (92) (21) 5040234

جامعة دار العلوم كراتشي
كورنجي انڈسٹريل ايريا، الرمز البريدي ۷۵۱۸۰
كراتشي۔ باكستان
هاتف: ۵۰۴۳۱۹۲ (۲۱) (۹۲) فاكس: ۵۰۴۰۲۳۴ (۲۱) (۹۲)